جہنم میں عورتوں کی کثرت
کیوں؟
www.KitaboSunnat.com
تالیف: ڈاکٹر مصطفی مراد ترجمہ: سلیم اللہ زمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہنم میں عورتوں کی کثرت کیوں؟

تالیف: ڈاکٹر مصطفیٰ مراد ترجمہ: سلیم اللہ زمان

دار الاندلس
اسلام کی نشرواشاعت کا عالمی مرکز
۴-لیک روڈ، چوبرجی لاہور
Ph: 7230549 Fax: 7242639 www.dar-ul-andlus.com

نام کتاب

جہنم میں عورتوں کی کثرت کیوں؟

تالیف

ڈاکٹر مصطفٰی مراد

ترجمہ:

سلیم اللہ زمان

ناشر .... دارالاندلس

ملنے کا پتہ

مرکز القادسیہ 4۔ لیک روڈ چوبرجی، لاہور

Ph: 042-7230549-7240940

Fax: 7242639

www.dar-ul-andlus.com

جہنم میں عورتوں کی کثرت
کیوں؟

جہنم میں عورتوں کی کثرت کیوں؟

اہل دوزخ کا لباس اور کھانا پینا

آگ کا ایندھن

آگ کی ایسی کنجیاں جو عورتوں کے درمیان عام ہیں

آگ کی ایسی کنجیاں جو عورتوں اور مردوں کے مابین مشترک ہیں

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ . اَمَّا بَعْدُ!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾ (التحریم: ٦)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔''

جہنم اللہ تعالیٰ کے سخت ترین عذاب کی جگہ ہے، دنیا کی پر تعیش زندگی میں اس کے شدت عذاب کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جہنم میں جس شخص کو سب سے ہلکا عذاب دیا جائے گا اس کے پاؤں میں آگ کا جوتا پہنایا جائے گا جس سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح کھولے گا۔''

(مسلم : ٢١٣)

آپ ﷺ کے فرامین کے مطابق جہنم میں مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ ہوں گی کیونکہ عورتیں دین و عقل میں نقص کی وجہ سے بہت جلد شیطان کے شکنجے میں پھنس جاتی ہیں اور شیطانی گروہ کا انجام جہنم کی آگ ہی ہے۔

زیر نظر کتاب ''جہنم میں عورتوں کی کثرت کیوں؟'' اصل میں مصر کے ممتاز عالم او

جامعہ ازہر کے استاذ الشیخ ڈاکٹر مصطفیٰ مراد کی کتاب "نساء أهل النار" کا ترجمہ ہے جسے ہمارے دوست اور رفیق الشیخ سلیم اللہ زمان نے اردو قالب میں ڈھالا ہے، جبکہ ابو عمر اشتیاق اصغر اور حافظ یوسف سراج نے کتاب کی تہذیب و تسہیل کی ہے۔ احادیث کی تخریج نامکمل تھی جسے بھائی ابو عمر اشتیاق اصغر اور بھائی ابو بکر ظہیر نے مکمل کیا۔

اسلوب تحریر نہایت سادہ اور رواں ہے۔ اس میں ایسے تمام امور کا احاطہ کیا گیا ہے، جن کے نتیجہ میں عورتیں اپنی روز مرہ عملی کوتاہیوں کی وجہ سے جہنم کا ایندھن بنیں گی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اسے ہر مسلم خاتون پڑھے اور ایمان و تقویٰ کے زیور سے اپنے آپ کو آراستہ کرے تا کہ سلامتی اور ایمان والی موت نصیب ہو سکے اور جہنم سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی جنت کا حصول ممکن ہو۔ (آمین!)

محمد سیف اللہ خالد

مدیر "دارالاندلس"

۱۷ رجب ۱٤۲٦ ھ،

بمطابق ۲۳ اگست ۲۰۰۵ء

مقدمہ

((اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْأَرْبَابِ وَ مُسَبِّبِ الْأَسْبَابِ، غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ، شَدِیْدِ الْعِقَابِ ، لَہُ الْقُوَّۃُ جَمِیْعًا وَھُوَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ. وَ أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ ، اَلْمَحْرُوْمُ مَنْ عَصَاہُ ، وَالْخَاسِرُ مَنْ سَلَكَ غَیْرَ طَرِیْقِہٖ، اَلذَّلِیْلُ مَنْ خَضَعَ لِغَیْرِہٖ وَ أَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰہِ وَ رَسُوْلُہٗ، وَ صَفِیُّہٗ مِنْ خَلْقِہٖ وَحَبِیْبُہٗ ، اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَبِیْرًا وَّکَثِیْرًا وَّطَوِیْلًا))

”تمام حمد وستائش اس اللہ کے لیے ہے جو تمام پالنہاروں کا پروردگار ہے اور سبھی اسباب کو وجود بخشنے والا ہے، جو گناہ معاف کرنے والا، توبہ قبول فرمانے والا اور سخت عذاب والا ہے، تمام قوتیں اور جمیع طاقتیں اسی کے پاس ہیں اور وہ سخت سزائیں دینے والا ہے۔ میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے، جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ محروم القسمت ہے اور جو اس کے راستے سے ہٹ کر کسی دوسرے کے راستے پر چلے گا وہ ناکام ونامراد ہے اور جو اس کے علاوہ کسی اور کا پابندِ احکام ہوگا وہ ذلیل ورسوا ہے اور میں اس امر کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے بندے، اس کے رسول،

ساری خلقت میں سے اس کے برگزیدہ اور اس کے انتہائی محبوب ہیں، اے اللہ!
تو آپ، آپ کے اہل بیت اور آپ کے مخلص اصحاب پر درود بھیج اور بہت
زیادہ، کثیر تعداد میں اور مدت مدید تک سلامتی کا نزول فرما۔"

بلاشبہ دنیا نے موزے پہننے کا اعلان کر دیا ہے اور اس نے جوتے پہن کر واپسی کا رخ کرلیا ہے اور اس کا فقط اتنا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جتنا کسی برتن میں بچا کھچا پانی ہو اور جسے برتن والا ہمت اور کوشش سے نکال رہا ہو، یقیناً تم سبھی اس دنیا سے ایسے گھر کی جانب منتقل ہو رہے ہو جس کو کبھی زوال اور فنا نہیں ہوگا۔

لہٰذا اپنی جمع پونجی کے ساتھ خیریت و عافیت سے اس کی طرف منتقل ہو جاؤ، کیونکہ ہمارے لیے یہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ ایک پتھر کو گوشہ جہنم سے نیچے لڑھکایا جاتا ہے تو وہ ستر برس تک اس کی گہرائی کی جانب گرتا جاتا ہے اور وہ اس کی تہ اور پیندے تک نہیں پہنچ پاتا، اللہ کی قسم! اس دوزخ کو ضرور ضرور بھرا جائے گا...... جنوں اور انسانوں سے۔

کعب نے فرمایا ہے: اگر آتش دوزخ کے لیے اقصائے مشرق میں بیل کے نتھنے کے برابر ایک سوراخ کر دیا جائے اور کوئی آدمی انتہائے مغرب میں ہو تو اس کی شدت حرارت سے اس کا دماغ پگھل کر بہنے لگے گا اور بلا شبہ جہنم ایک لمبا سانس باہر نکالے گا تو نہ کوئی ملک مقرب باقی بچے گا اور نہ کوئی نبی مرسل ہی باقی بچے گا مگر سبھی اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور " نَفْسِیُ نَفْسِیُ" (میری جان کی خیر، میری جان بچ جائے) کی دہائی پڑ جائے گی۔ اور ہمارے لیے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ باوجود یہ کہ اہل دوزخ مبتلائے عذاب ہوں گے، ان پر بھوک ڈال دی جائے گی، تب وہ فریادیں کرنے لگیں گے، چنانچہ ان کی کانٹے دار درخت کے کھانے کے ساتھ فریادیں پوری کی جائیں گی، جو نہ بدن کو بڑھائے گا اور نہ بھوک ہی مٹائے گا، وہ فریادیں کریں گے تو ان کی فریادرسی حلق میں پھنس جانے والے کھانے سے کی جائے گی۔ تب وہ یاد کریں گے کہ دنیا میں حلق میں پھنس جانے

والے لقمے وہ پانی کے ذریعے حلق سے اتار لیا کرتے تھے، تب وہ پانی کے لیے فریادیں کریں گے، چنانچہ ان کے لیے لوہے کی زنبوروں سے پکڑ کر گرم پانی کے برتنوں کو بلند کیا جائے گا تو جونہی وہ ان کے چہروں کے قریب آئیں گے ان کے چہروں کو جھلسا دیں گے، چہروں کے چمڑے بھن جائیں گے پھر جیسے ہی وہ پانی کو اپنے پیٹوں میں اتاریں گے تو وہ اندرونی اعضا کو کاٹتا جائے گا پھر وہ کہیں گے: جہنم کے داروغوں کو پکارو! اور وہ یوں جواب دیں گے:

﴿ اَوَ لَمۡ تَكُ تَاۡتِيۡكُمۡ رُسُلُكُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ قَالُوۡا بَلٰى قَالُوۡا فَادۡعُوۡا وَمَا دُعٰٓؤُا الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِىۡ ضَلٰلٍ ﴾ [المؤمن: ٥٠]

’’کیا تمھارے پاس تمھارے رسول معجزے لے کر نہیں آئے تھے؟ یہ کہیں گے: ہاں آئے تھے۔ وہ کہیں گے: پھر تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض بے اثر اور بے راہ ہے۔‘‘

پھر وہ داروغہ جہنم سے کہیں گے:

﴿ يٰمٰلِكُ لِيَقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ ﴾ [الزخرف: ٧٧]

’’اے مالک! تیرا پروردگار ہمارا کام ہی تمام کر دے۔‘‘

یعنی اس سے عرض کرو کہ وہ ہمیں اس سے نکال دے۔ تو وہ بایں الفاظ جواب دے گا:

﴿ اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ ﴾ [الزخرف: ٧٧]

’’تمھیں تو ہمیشہ (یہیں) رہنا ہے۔‘‘

کسی شاعر نے جہنم سے ڈراتے ہوئے کہا:

اَلَا مُفۡتَدٍ مِنۡ نَّارٍ حَرٍّ عَظِيۡمَةٍ
اُلُوۡفُ سِنِيۡنَ تِلۡكَ تُحۡمٰى وَ تُسۡعَرُ

”کیا کوئی ایسا نہیں ہے جو اپنے آپ کو اس زبردست حرارت والی آگ سے بچالے، جسے ہزاروں برس تک جلایا، سلگایا اور تپایا گیا ہے۔“

عُصَاةٌ وَّ فُجَّارٌ وَّ سَبْعٌ طِبَاقُهَا
وَ سَبْعِيْنَ عَامًا عُمْقُهَا قَدْ تَهَوَّرُوْا

”نافرمان اور فاجر لوگ باوجود اس کے کہ اس آگ کے سات طبقے ہیں اور ستر برس کی اس کی گہرائی ہے، اس سے غفلت اور بے پروائی برت رہے ہیں۔“

وَ حَيَّاتُهَا كَالْبُخْتِ فِيْهَا عَقَارِبُ
بِغَالٌ وَ ضَرْبٌ وَ الزَّبَانِيُّ يَنْهَرُ

”اس دوزخ کے سانپ بختی اونٹنیوں کی مثل ہوں گے، اس میں بچھو خچروں کے برابر ہوں گے، اوپر سے مار پڑے گی، مزید برآں زبانیہ فرشتے ڈانٹ ڈپٹ کر رہے ہوں گے۔“

غَلِيْظٌ شَدِيْدٌ فِيْ يَدَيْهِ مَقَامِعُ
إِذَا ضَرِبَ الصُّمَّ الْجِبَالُ تَكَسَّرُ

”وہ فرشتے تندخو اور سخت جان ہوں گے، ان کے ہاتھوں میں لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے، اگر وہ سخت پہاڑ پر مارے جائیں تو ایک ہی ضرب سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے۔“

وَ مَطْعُوْمُهُمْ زَقُّوْمُهَا وَ شَرَابُهُمْ
حَمِيْمٌ بِهَا اَمْعَاؤُهُمْ مِّنْهَا تَنْذَرُ

”ان کا کھانا دوزخ کا تلخ اور بدبودار درخت زقوم ہوگا اور ان کا پینا کھولتا ہوا پانی

ہوگا، جس کا تصور کرتے ہی ان کی انتڑیاں ڈرنے لگیں گی۔''

وَ يُسْقَوْنَ أَيْضًا مِنْ صَدِيْدٍ وَّجِيفَةٍ
تَفُجُرُ مِنْ فَرْجِ الَّذِي كَانَ يُفْجِرُ

''اس کے ساتھ ساتھ انھیں پیپ اور مردار لاشوں کی آلودگی اور بدکاروں کی شرمگاہوں سے بہتے فاسد مواد بھی پلائے جائیں گے۔''

وَ قَدْ شَابَ مِنْ يَّوْمٍ عُبُوْسٍ شَبَابُهُمْ
لِهَوْلٍ عَظِيْمٍ لِلْخَلَائِقِ يُسْكِرُ

''اس سخت ترین دن کے باعث ان کی جوانی بڑھاپے میں بدل جائے گی اور ساری خلقت پر ہولناک اور الم ناک کیفیات کے سبب نشہ کی سی کیفیت طاری ہوگی۔''

فَيَا عَجَبًا نَدْرِيْ بِنَارٍ وَّ جَنَّةٍ
وَ لَيْسَ لِذِيْ نَشْتَاقُ أَوْ تِلْكَ نَحْذَرُ

''کتنے تعجب کی بات ہے کہ ہم آگ اور جنت دونوں ہی کو اچھی طرح جانتے ہیں، لیکن نہ ہم اس جنت کے مشتاق ہیں اور نہ اس آگ ہی سے ڈرتے ہیں۔''

إِذَا لَمْ يَكُنْ خَوْفٌ وَّ شَوْقٌ وَّ لَا حَيَا
فَمَاذَا بَقِيَ فِيْنَا مِنَ الْخَيْرِ يُذْكَرُ

''جب کسی طرح کا آگ کا کوئی خوف رہا اور نہ کوئی جنت جیسی اچھی چیز کا شوق ہی رہا اور نہ غلطیوں گناہوں سے کوئی حیا ہی رہی تو پھر ہم میں کوئی قابل ذکر خیر و بھلائی باقی نہ رہی۔''

یہ رسالہ اور کتابچہ آتش دوزخ کی یاد دلانے والا ہے، اس میں لے جانے والے اسباب کو کھول کر بیان کرنے والا ہے اور بالخصوص عورتوں کے حوالے سے آگ کی چابیوں کو وضاحت سے بیان کرنے والا ہے۔ میں نے اس کتابچے میں احادیث مبارکہ ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ کتاب کے حاشیے میں ان کی تخریج بھی کر دی ہے۔ محترم کتاب خواں کی سہولت کا خیال رکھتے ہوئے آیات قرآنیہ کے حوالہ جات کو متن کتاب ہی میں بیان کر دیا ہے۔

اے اللہ! تو ہمیں عذاب دوزخ سے محفوظ فرما اور ہمیں نیکو کاروں کے ساتھ فوت فرما۔

(آمین! یارب العالمین!)

ڈاکٹر مصطفیٰ مراد

رکن مجلس تدریس جامعۃ الأزہر، مصر

دوزخ میں عورتوں کی کثرت

عورتیں اکثر دوزخی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

((اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ، وَ اطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ)) ①

''میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا، وہاں میں نے کثیر تعداد میں فقرا کو دیکھا اور دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو وہاں میں نے عورتوں کو اکثریت میں دیکھا۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ، وَ اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ)) ②

''میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو اس میں عورتیں اکثریت میں دیکھیں اور میں نے جنت میں جھانکا تو وہاں میں نے فقرا کو اکثریت میں دیکھا۔''

---

① احمد : ۱/۲۳۴۔ ترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ما جاء أن اکثر أهل النار النساء : ۲۶۰۲۔

② احمد : ۲/۲۹۷۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَآءَ، وَ اطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْأَغْنِيَآءَ وَ النِّسَآءَ)) [1]

”میں نے جنت میں جھانکا تو اس کے باسیوں کی اکثریت کو فقرا دیکھا اور میں نے آتش جہنم میں جھانکا تو اس کے رہنے والوں کی کثیر تعداد کو مال دار لوگ اور عورتیں دیکھا۔“

آپ ہی سے صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ! تَصَدَّقْنَ وَ أَكْثِرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ، فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ))

”اے گروہ مستورات! صدقہ کیا کرو اور بکثرت استغفار کیا کرو، بلا شبہ میں نے اہل دوزخ کی کثیر تعداد تمھاری ہی دیکھی ہے۔“

ایک خاتون بولی: ”یا رسول اللہ! دوزخ میں ہماری کثیر تعداد کی کیا وجہ ہے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَ تَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّ دِينٍ أَغْلَبَ لِذِي لُبٍّ مِنْكُنَّ))

”تم کثرت سے لعنت کرتی ہو اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو، میں نے تم سے بڑھ کر عقل و دین میں ناقص ہونے کے باوجود کسی عقلمند آدمی پر غالب آنے والا نہیں دیکھا۔“

---

[1] احمد : ۲/۱۷۳۔

خاتون بولی: ''اے اللہ کے رسول! عقل اور دین میں ناقص ہونے کا کیا مطلب ہے؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ، وَ تَمْكُثُ اللَّيَالِيَ مَا تُصَلِّيْ وَتُفْطِرُ فِيْ رَمَضَانَ فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّيْنِ)) ①

''عقل کا نقصان یہ ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے، یہ عقل کا ناقص ہونا ہے اور چند ایام وہ نماز پڑھے بغیر اور رمضان کے روزے رکھے بغیر گزار دیتی ہیں تو یہ دین کا ناقص ہونا ہے۔''

امام مسلم رحمہ اللہ نے مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس کی دو بیویاں تھیں۔ وہ ایک بیوی کے پاس سے آئے تو دوسری نے پوچھا: ''آپ فلاں کے پاس سے آئے ہیں؟'' انھوں کہا: ''میں عمران بن حصین (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے آیا ہوں، انھوں نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ بیان فرمائی ہے:

((إِنَّ أَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَآءُ)) ②

''بالیقین جنت کے باسیوں میں عورتیں کم ہوں گی۔''

امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت کی حدیث روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں:

''ہم حج یا عمرے کے دوران حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے، جونہی ہم

---

① مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان نقصان الإیمان بنقص الطاعات...... الخ : ٧٩۔ بخاری، کتاب الحیض، باب ترك الحائض الصوم : ٣٠٤۔

② مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب أکثر أهل الجنة الفقراء ...... الخ : ٢٧٣٨۔

"مَرّ الظّھران" مقام پر پہنچے تو وہاں ہمیں ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک خاتون ملی۔ عمارہ کہتے ہیں: ''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک گھاٹی میں داخل ہوئے، آپ کے پیچھے ہم بھی داخل ہوگئے۔ وہاں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہم اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ادھر ہمیں بہت زیادہ کوّے نظر آئے، ان میں کچھ سرخ چونچ اور پنجوں والے اَعْصَمْ کوّے[1] بھی تھے، اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مِثْلُ هٰذَا الْغُرَابِ فِي هٰذِهِ الْغِرْبَانِ)) [2]

''عورتوں میں سے صرف اتنی سی تعداد جنت میں داخل ہوں گی جس قدر ان کوّوں میں اعصم کوّوں کی تعداد ہے۔''

تو یہ چند دلائل ہیں جو عورتوں کے قلیل تعداد میں جنتی ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور ان کی کثیر تعداد کے دوزخی ہونے پر، اس ڈراوے سے بڑھ کر کون سا ڈراوا ہوسکتا ہے؟ اور اس تنبیہ سے زیادہ بڑی اور کون سی تنبیہ ہوسکتی ہے؟

عورتیں جنت میں کم تعداد میں ہوں گی جبکہ دوزخ میں زیادہ تعداد میں ہوں گی، یہ کس قدر حزن وخوف کی بات ہے اور اس سے کس قدر بچنے کی ضرورت ہے؟

جہنم کی آگ تیار ہوچکی!:

آگ تو اس انتظار میں ہے کہ کب اسے حکم ملے اور وہ نافرمانوں اور کافروں کی طرف

---

1. اعصم کوے کی پہچان یہ ہے کہ اس کے بعض پر سفید ہوتے ہیں ...... اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عربوں کے اس مقولے کی طرح ہے: "بِيضُ الْأُنُوفِ" یعنی سفید ناک والے اور یہ ہر قلیل الوجود چیز کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔
2. احمد: ٤/ ٢٠٥۔

لپک پڑے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا فرمالیا تو جبریل (علیہ السلام) کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا:

((اِذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَ إِلٰى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا))

''جا اسے دیکھ! اور ان چیزوں کو بھی دیکھ جنھیں میں نے اس میں رہنے والوں کے لیے تیار کیا ہے۔''

چنانچہ وہ گئے، انھوں نے جنت کو دیکھا اور اہل جنت کی خاطر اللہ تعالیٰ کی تیار کردہ نعمتوں کو بھی دیکھا اور پھر واپس آ کر یوں گویا ہوئے: ''باری تعالیٰ! تیری عزت کی قسم! اس کے متعلق جو کوئی بھی سنے گا وہ اس میں داخل ہو جائے گا۔'' تب جنت کو حکم دیا گیا اور اسے ناپسندیدہ اعمال سے گھیر دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''واپس جا! اسے دیکھ اور جو کچھ میں نے اہل جنت کے لیے تیار کیا ہے اسے بھی دیکھ لے۔'' چنانچہ اس نے اسے دیکھا اور واپس آ کر یوں بولا:

((وَ عِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ لَّا يَدْخُلَهَا أَحَدٌ))

''تیری عزت کی قسم! مجھے تو یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہ ہو پائے گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا: ''پھر اللہ تعالیٰ نے اسے آتش دوزخ کی جانب بھیجا اور فرمایا:

((اِذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَ إِلٰى مَا أَعْدَدْتُ لِأَهْلِهَا فِيهَا))

''جا اسے دیکھ! اور ان چیزوں کو بھی دیکھ جو میں نے اس میں رہنے والوں کے لیے تیار کی ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ گئے اور دیکھا کہ اس کا بعض حصہ بعض کے اوپر چڑھا جا رہا ہے۔ وہ واپس آئے اور کہنے لگے:

((وَ عِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا يَدْخُلُهَا أَحَدٌ سَمِعَ بِهَا))

''تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! جو بھی اس کے متعلق سنے گا وہ اس میں داخل نہیں ہوگا۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا اور اسے شہوات اور خواہشات سے گھیر دیا گیا پھر فرمایا: ''جا اسے دیکھ۔'' چنانچہ وہ گئے، اسے دیکھ کر واپس آئے اور کہنے لگے: ''تیری عزت کی قسم! مجھے یہ اندیشہ اور خطرہ ہے کہ کوئی بھی اس سے نجات نہیں پائے گا بلکہ اس میں داخل ہو جائے گا۔''[1]

آگ کے عذاب کی ابتدا:

کافر اور فاجر کی روح کو تو قفس عنصری سے نکلتے ہی آگ کا عذاب شروع ہو جاتا ہے، وہ اس طرح کہ ''ملک الموت'' آ کر کہتا ہے: ''اے خبیث روح! خبیث اور برے بدن سے باہر نکل! اللہ کے غضب اور غصے کی طرف نکل!'' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ أَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ○ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ○ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴾ [الواقعة: ٩٢-٩٤]

''لیکن اگر کوئی جھٹلانے والوں، گمراہوں میں سے ہے تو اس کے لیے کھولتے

---

[1] ابو داؤد، كتاب السنة، باب في خلق الجنة والنار: ٤٧٤٤۔ ترمذی، كتاب صفة الجنة، باب ما جاء حفت الجنة بالمكاره وحفت النار بالشهوات: ٢٥٥٩۔ نسائی، كتاب الايمان والنذور، باب الحلف بعزة الله تعالى: ٣٧٩٤۔

ہوئے گرم پانی کی مہمانی ہے اور دوزخ میں جانا ہے۔''

قبر ہی عذاب کی ابتدا اور عقاب کا مقدمہ ہوگی۔ حدیث اسرا و معراج میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''پھر میں ایسی قوم کے پاس آیا جن کے سر پتھروں سے پاش پاش کیے جارہے تھے، جب وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے تو دوبارہ پہلی حالت پر آجاتے، ان سے کوئی چیز بھی سست نہ پڑتی! (یعنی سر کے تمام اجزا پلٹ آتے اور وہ درست ہو جاتا)۔'' پھر میں نے جبریل سے پوچھا: ''اے جبریل! یہ لوگ کون ہیں؟'' انھوں نے جواب دیا: ''یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہو جایا کرتے تھے (یعنی یہ نماز کو بارگراں سمجھا کرتے تھے)۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ''میں ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کی اگلی شرم گاہ پر چیتھڑے تھے اور پچھلی شرم گاہ پر چیتھڑے تھے۔ وہ جانوروں کے چرنے کی طرح کانٹے دار درختوں، بدبودار جھاڑیوں اور دوزخ کے گرم کیے گئے پتھروں اور سنگریزوں پر چر رہے تھے۔ میں نے سوال کیا: ''اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟'' انھوں نے جواب دیا: ''یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کے صدقات (زکوٰۃ) نہیں دیا کرتے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ تو بندوں پر ظلم کرنے والا ہے ہی نہیں۔''

پھر میں ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے سامنے پکی ہوئی دیگوں کا گوشت بھی تھا اور دوسرا خراب متعفن گوشت بھی تھا، وہ خراب گوشت کھاتے جا رہے تھے اور پکے ہوئے خوشبودار تازہ گوشت کو چھوڑے ہوئے تھے، میں نے پوچھا: ''اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟'' انھوں نے کہا: ''یہ وہ آدمی ہے جس کے پاس حلال

پاکیزہ بیوی بھی ہوتی تھی لیکن وہ ناپاک عورت کے پاس چلا آتا اور وہ صبح ہونے تک اس کے پاس رات بسر کیا کرتا۔"

پھر میں راستے میں پڑی ہوئی ایک لکڑی کے پاس آ گیا، اس کے پاس سے جو بھی چیز گزرتی وہ اسے توڑ پھوڑ کر رکھ دیتی۔" میں نے پوچھا: "اے جبریل! یہ کیا ہے؟" انھوں نے بتایا: "یہ آپ کی امت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو راستوں میں بیٹھ کر ڈکیتیاں کرتے تھے۔" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ ﴾ [الاعراف: ٨٦]

"اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ لوگوں کو دھمکیاں دو۔"

پھر آپ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جس نے ایک بہت بڑا بنڈل اور گٹھڑی جمع کر رکھی تھی، جسے اٹھانے کی وہ استطاعت نہ رکھتا تھا، اس کے باوجود وہ اسے بڑھائے جا رہا تھا، پھر ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے ہونٹوں کو لوہے کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا، جب ہونٹ پوری طرح کاٹ دیے جاتے تو وہ دوبارہ اسی حالت پر پلٹ آتے جس پر وہ پہلے تھے، ان کا کوئی حصہ بھی ناقص نہ رہتا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "اے جبریل! یہ لوگ کون ہیں؟" انھوں نے جواب دیا: "یہ فتنہ پرور خطبا ہیں۔"

پھر آپ ایک ایسے چھوٹے سے پتھر کے پاس آئے جس سے ایک بہت بڑا بیل برآمد ہوتا تھا، پھر وہ بیل اسی راستے میں داخل ہونا چاہتا جس سے باہر نکلا تھا لیکن وہ استطاعت نہ پاتا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: "اے جبریل! یہ کیا معاملہ ہے؟" انھوں نے جواب دیا: "یہ وہ آدمی ہے جو کوئی ایسی بات کر لیتا جس پر بعد ازاں نادم ہوتا ہے، وہ پھر چاہتا ہے کہ اسے واپس منہ میں ڈال لے لیکن پھر

وہ استطاعت نہیں رکھتا......۔ ''[1]

اے میری بہن! گویا کہ تیرے پاس موت کا فرشتہ اتر چکا ہے اور اس نے کہہ دیا ہے:

''اے خبیث جان! اللہ کے غضب اور ناراضی کی طرف باہر نکل!'' لیکن وہ جان پورے وجود میں بکھر جاتی ہے، جسے فرشتہ اس طرح کھینچتا ہے جس طرح لوہے کی بہت سی شاخوں والی سلائی کو گیلی اون میں سے کھینچا جاتا ہے، جس سے رگیں اور پٹھے ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں، اس موقع پر آسمان و زمین کے درمیان اور آسمان پر رہنے والے تمام فرشتے اس پر لعنت برساتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آسمان کے سبھی دروازے بند کر لیے جاتے ہیں، ہر دروازے کے دربان فرشتے بارگاہ ایزدی میں یہ دعا کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں: ''(اے اللہ!) اس روح کو ان کی طرف سے اوپر نہ لایا جائے۔'' پھر ملک الموت اس کی جان پکڑ لیتا ہے۔ جونہی وہ اسے پکڑتا ہے، آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتا کہ دوسرے فرشتے اسے ٹاٹ میں رکھ لیتے ہیں۔ اس سے کسی مردہ جانور سے اٹھنے والی بدترین بدبو کی طرح کی بدبو، جو روئے ارض پر پائی جاتی ہے، نکلتی ہے۔ فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں، وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں: ''یہ روح کتنی خبیث ہے؟ یہ کس کی ہے؟'' تو وہ جواب میں کہتے ہیں: ''فلاں بن فلاں کی۔'' وہ اس کا برے سے برا نام لیتے ہیں جو دنیا میں لیا جاتا تھا ...... یہاں تک کہ وہ اسے آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں، آسمان کے دروازے کھلواتے ہیں، لیکن اس کے لیے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔

---

[1] اسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''الدلائل (۲/۳۹۶۔۴۰۳)'' ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر (۳/۱۷۔۲۱) اور علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے ''المجمع (۱/۶۷۔۷۲)'' میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے اس کے راوی ثقہ ہیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

﴿ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ﴾ [الاعراف : ٤٠]

''ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جائیں گے، جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہ گزر جائے۔''

پھر اللہ تعالیٰ یہ اعلان فرماتا ہے: ''اس کی کتاب کو سب سے نچلی زمین ''سجّین'' میں لکھ دو۔'' پھر کہا جاتا ہے: ''میرے بندے کو زمین کی طرف لوٹا دو۔'' بالآخر اس کی روح آسمان سے پھینک دی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنے جسم میں آ گرتی ہے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴾ [الحج : ٣١]

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی۔''

چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً! وہ اپنے ساتھیوں کے جوتوں کی آوازیں بھی سنتا ہے، جب وہ پلٹ کر جاتے ہیں اور اس کے پاس دو ایسے فرشتے آتے ہیں جو انتہائی سخت ڈانٹ ڈپٹ والے ہوتے ہیں، وہ دونوں اسے جھڑکتے ہیں اور اسے بٹھا لیتے ہیں، اس سے پوچھتے ہیں ''تیرا رب کون ہے؟'' وہ جواب میں کہتا ہے: ''ہائے ہائے![1] میں

---

[1] یہ ایک ایسا کلمہ ہے جسے ہنسی کے وقت اور دور کسی چیز کی طرف اشارہ کے لیے بولا جاتا ہے اور بعض اوقات درد والم کی شدت میں بھی بولا جاتا ہے، حدیث پاک کے اس مقام میں یہی معنی مناسب و لائق معلوم ہوتا ہے۔

نہیں جانتا۔'' پھر وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: ''تیرا دین کون سا ہے؟'' وہ پھر جواب دیتا ہے: ''ہائے ہائے! میں نہیں جانتا۔'' وہ کہتے ہیں: ''تو اس آدمی کے متعلق کیا کہتا ہے جو تمھارے اندر مبعوث کیے گئے؟'' وہ آپ کا نام نامی سمجھ ہی نہیں پاتا، چنانچہ اسے کہا جاتا ہے: ''محمد (ﷺ!)'' تو وہ بولتا ہے: ''ہائے ہائے! میں نہیں جانتا، میں لوگوں سے اس کے متعلق سنا کرتا تھا، وہ اس کا نام لیا کرتے تھے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اسے کہا جاتا ہے: ''نہ تو تو نے عقل سے کام لیا اور نہ تو نے قرآن ہی پڑھا۔'' پھر آسمان سے ایک ندا کرنے والا بآواز بلند یہ ندا دیتا ہے: ''اس نے جھوٹ بولا ہے، اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھا دو، اس کے لیے آگ کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔'' اس دروازے سے جہنم کی حرارت اور اس کی گرم ہوائیں اس کے پاس آتی ہیں اور اس کی قبر اس پر اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں مخالف اطراف میں ایک دوسری میں پھنس جاتی ہیں اور اس کے پاس ایک انتہائی بدصورت، انتہائی گندے کپڑوں والا اور انتہائی زیادہ بدبو دار شخص آتا ہے اور کہتا ہے: ''تجھے بشارت ہے اس چیز کی جو تجھے دکھ پہنچائے، یہ تیرا وہی دن ہے جس کا تجھے وعدہ دیا جاتا تھا۔'' یہ اس بدصورت شخص سے پوچھتا ہے: ''اللہ تعالیٰ تجھے برائی کی خوشخبری سنائے، بھلا تو کون ہے؟ تیرے تو چہرے ہی سے برائی ٹپک رہی ہے۔'' وہ شخص کہتا ہے: ''میں تیرا برا عمل ہوں، اللہ کی قسم! میں تو تیرے بارے میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ تو اللہ کی اطاعت سے دور رہتا تھا اور اللہ کی نافرمانی بڑی جلدی کر لیتا تھا، اللہ تجھے برا بدلہ دے۔'' پھر اس پر ایک ایسا گونگا بہرہ اور اندھا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جس کے ہاتھ میں ایک بڑی لٹھ ہوتی ہے، اگر اس سے کسی پہاڑ کو مارا جائے تو وہ بھی مٹی ہو جائے، تو وہ اسے ایسی ضرب لگاتا ہے کہ وہ مٹی بن جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ

اسے پہلی حالت پر لوٹا دیتا ہے، فرشتہ پھر دوسری ضرب لگاتا ہے جس سے وہ ایسی چیخ مارتا ہے جسے جن وانس کے سوا سبھی سنتے ہیں، پھر اس کے لیے آگ کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور دوزخ کا ایک بستر اس کے لیے بچھا دیا جاتا ہے۔''[1]

چنانچہ یہ آدمی روز بعثت تک اسی عذاب میں گرفتار رہتا ہے، پھر اسے اس عمل کے مطابق اس کی قبر سے باہر نکالا جائے گا جس عمل پر یہ اپنے نافرمان اور فسق و فجور کے رسیا بھائیوں اور ساتھیوں کے ہمراہ کاربند رہتے ہوئے فوت ہوا تھا، قریب ہی اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا بھی ہوگا جو اسے ہانک ہانک کر میدان محشر کی طرف لے جائے گا، اس کے ساتھ ایک اور فرشتہ بھی ہوگا جو اس کے خلاف گواہی دے گا اور اسے منہ کے بل چلا کر میدان محشر میں لایا جائے گا۔

اس روز سورج بالکل اس کے سر پر ہوگا، اتنا قریب کہ ہاتھ بلند کرے تو اس کو چھو لے، پھر بندوں کو ایک ایسی عدالت میں پیش کیا جائے گا جس کا قاضی اللہ جل وعلا ہوگا۔

اے میری بہن! تو اپنے نامہ اعمال کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ سے پکڑے گی اور یوں اعلان کیا جائے گا: ''یہ فلاں بنت فلاں ہے جو اس قدر بد بخت بن گئی ہے کہ اس کے بعد ایسی بدبختی نہیں ہوگی'' اور تو عذاب الیم میں ہوگی، رسواکن سزا میں گرفتار ہوگی۔ (اری کمبخت!) گواہوں کے روبرو تیری کس قدر فضیحت و رسوائی ہوگی، پھر تیری حالت زار دیکھ کر وہ لوگ ہنسیں اور مسکرائیں گے جن کو تو دنیا میں استہزا اور مذاق کیا کرتی تھی، پھر تو نبی اکرم ﷺ کے حوض کوثر پر آئے گی لیکن تو اس سے پانی نہ پی سکے گی۔

---

[2] علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے تمام طرق اور تمام زائد الفاظ کو جمع فرمایا ہے اور انھیں ایک مسلسل پیرے میں اپنی کتاب ''أحکام الجنائز (١٥٦، ١٥٩)'' میں بیان کر دیا ہے اور اس پر صحیح کا حکم لگایا ہے۔

اے بہن! پھر تیری جان کو کھٹکے لگ جائیں گے جب تو پل پر سے چلے گی اور اپنے نیچے سیاہ ترین دوزخ کو دیکھے گی جس کی آگ شعلے اگل رہی ہوگی اور جس کی لپٹ بلند ہو رہی ہوگی، جس پر سے تو کبھی تو چلے گی اور کبھی رینگنے لگے گی۔

أَبَتْ نَفْسِيْ تَتُوْبُ فَمَا احْتِيَالِيْ
إِذَا بَرَزَ الْعِبَادُ لِذِي الْجَلَالِ

”میری جان توبہ کرنے سے انکاری ہے تو جب بندے اللہ ذوالجلال کے رو برو پیش ہوں گے تو میرا کیا حیلہ ہوگا؟“

وَ قَامُوْا مِنْ قُبُوْرِهِمْ سُکَارٰی
بِأَوْزَارٍ كَأَمْثَالِ الْجِبَالِ

”وہ اپنی قبروں سے پہاڑوں جیسے گناہوں کے بوجھ اٹھائے ہوئے نشہ کی کیفیت میں کھڑے ہوں گے۔“

وَ قَدْ نُصِبَ الصِّرَاطُ لِكَيْ يَجُوْزُوْا
فَمِنْهُمْ مَنْ يُّكَبُّ عَلَى الشِّمَالِ

”پل صراط کو بھی اس مقصد کے لیے گاڑ دیا جائے گا تاکہ وہ اسے عبور کریں لیکن ان بندوں سے کچھ وہ بھی ہوں گے جو بائیں جانب اوندھے منہ گر پڑیں گے۔“

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّسِيْرُ لِدَارِ عَدْنٍ
تَلَقَّاهُ الْعَرَآئِسُ بِالْغَوَالِيْ

”اور ان میں سے کچھ دار عدن کی جانب چلتے جائیں گے، جنھیں حوریں

مشک وعنبر کی خوشبوئیں لیتے ہوئے خوش آمدید کہیں گی۔''

یَقُوْلُ لَهٗ الْمُهَيْمِنُ يَا وَلِيِّيْ
غَفَرْتُ لَكَ الذُّنُوْبَ فَلَا تُبَالِيْ

''اللہ محافظ ونگہبان یہ فرمائے گا اے میرے دوست! میں نے تیرے سب گناہ بخش دیے ہیں، اب تجھے کچھ فکر وغم نہیں ہے۔''

تو جب خلقت پل صراط پر سے گزر رہی ہوگی تو بہت سے پھسل جائیں گے، پھسلنے والوں کی اکثریت عورتوں کی ہوگی، گھبراہٹیں بڑھ جائیں گی اور ڈر خوف کی کیفیتیں زیادہ ہو جائیں گی، نافرمان اور باغی لوگ دائیں بائیں گرتے جائیں گے اور زبانیہ فرشتے زنجیروں اور طوقوں سے انھیں جکڑتے جائیں گے اور زبان حال سے انھیں کہیں گے: ''کیا تمھیں جرائم اور پاپ کمانے سے روکا نہ گیا تھا؟ کیا تمھیں عذاب دوزخ سے ڈرایا نہ گیا تھا؟ کیا تمھیں پوری طرح خبردار نہ کیا گیا تھا؟ کیا تمھارے پاس نبی مختار تشریف نہ لائے تھے؟''

لہٰذا اب فکر کرلے، اب سوچ لے کہ تیرے لیے کیا پریشانی اترنے والی ہے، تیرے دل پر کیا بیتے گی جب تو پل صراط اور اس کی باریکی کو دیکھے گی، پھر اس کے نیچے جس وقت تیری نگاہ سیاہ ترین دوزخ پر پڑے گی، پھر آتش دوزخ کی چیخیں اور دھاڑیں تیرے کانوں کو کھٹکھٹائیں گی، پھر تجھے اس بات کا مکلّف بنایا جائے گا کہ اپنے دل کی بے چینی اور اپنی حالت کی کمزوری کے باوجود اسی پل صراط پر چل، تیرے قدم ڈگمگائیں گے اور گناہوں کے بوجھ کے باعث تیری کمر دبی جا رہی ہوگی، زمین کی بساط پر چلنا تیرے لیے انتہائی آسان ہے مگر جب تو پل صراط کی دھار پر چلے گی تو تیری کیا کیفیت ہوگی؟ جب تو اپنے پاؤں کو اس پر رکھے گی اور اس کی دھار کی باریکی محسوس کرے گی، تو اس عمل پر مجبور ہوگی کہ اپنے دوسرے قدم کو اٹھائے رکھے۔ مخلوق تیرے سامنے پھسل اور گر رہی ہوگی۔ آج زبانیہ فرشتے

لوہے کی ہکوں اور کنڈیوں سے انھیں آگے لیے جا رہے ہوں گے اور تو انھیں دیکھ رہی ہوگی کہ وہ کس طرح اوندھے ہوئے جا رہے ہیں کہ آگ کی جانب ان کے سر ہوں گے اور ان کی ٹانگیں اوپر کو اٹھی ہوں گی، وائے قسمت کی ناکامی! کیسا دل فگار منظر ہوگا! کس قدر مشکل ترین سیڑھی ہوگی! اور کتنا تنگ ترین راستہ ہوگا!!

اسی دوران کچھ لوگوں کے آگے آگے اور ان کے داہنی جانب نور بھی دوڑتا ہوگا لیکن تیری حالت یہ ہوگی کہ تو ایسی ظلمتوں اور تاریکیوں میں دوڑ رہی ہوگی کہ جن کا بعض بعض پر چھایا ہوا ہوگا، ذرا تو تصور تو کر کہ تجھے ملائکہ نے گھیرے میں لیا ہوگا اور تجھے ستر ذراع لمبی زنجیر میں قید کر رکھا ہوگا اور ایک ذراع کی لمبائی ستر باع ہوگی اور ایک باع کا اندازہ کسی کو کوئی معلوم نہیں، پھر مضبوطی و پختگی کو بھی اللہ جبار و منتقم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس زنجیر کے ایک چھوٹے سے حلقے میں پوری دنیا کے ظاہری اور پوشیدہ لوہے کی قوت و طاقت کو یکجا کر دیا جائے گا۔ یہ زنجیر تیرے منہ سے گزار کر تیری پیٹھ سے نکالی جائے گی، پھر تو پانی کے گھونٹ کے لیے فریادیں کرے گی، جس پر وہ فرشتے تجھے ایسا پانی دیں گے جس سے تیرے جسم کا گوشت نیچے گر جائے گا۔ تب تو ان سے عرض پرداز ہوگی: ''کیا تم مجھ پر رحم نہیں کرو گے؟'' لیکن وہ جواب میں کہیں گے: ''ہم تجھ پر رحم کس طرح کھائیں کہ ارحم الراحمین نے تجھ پر رحم نہیں کھایا۔''

تو جونہی وہ آگ میں داخل ہوں گے، زجر و توبیخ اور ڈانٹ ڈپٹ شروع ہو جائے گی، پھر یہ کہیں گے: ''ہمیں کس نے گمراہ کیا تھا؟ ہمیں کس نے راہ راست سے بھٹکایا تھا؟'' یہاں تمام متبع اپنے متبوعین سے اظہار لاتعلقی کریں گے اور تمام متبوعین اپنے پیروکاروں سے اظہار بیزاری کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

﴿ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ

بِهِمُ الْأَسْبَابُ ○ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴾ [البقرة: ١٦٦، ١٦٧]

’’جس وقت پیشوا لوگ اپنے فرماں برداروں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور کل رشتے ناتے ٹوٹ جائیں گے اور فرماں بردار لوگ کہیں گے: ’’کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ آج ہم سے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ انھیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کو، یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے۔‘‘

ان کے علاوہ کبیرو زعیم، سردار اور طاقت ور لوگ کمزوروں سے اظہار بیزاری کر دیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْ لَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ○ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ ○ وَ قَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ نَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا وَ أَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ﴾ [سبا: ٣١-٣٣]

’’ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے درجے کے لوگوں سے کہیں گے: ’’اگر تم نہ ہوتے تو ہم تو مسلمان ہوتے۔‘‘ یہ بڑے ان چھوٹوں کو جواب دیں گے: ’’کیا تمھارے پاس ہدایت آچکنے کے بعد ہم نے تمھیں اس سے روکا تھا؟ نہیں! بلکہ تم خود ہی گنہگار تھے۔‘‘ اس کے جواب میں یہ ادنیٰ لوگ ان متکبروں سے کہیں گے: ’’(نہیں!) بلکہ (تمھاری) دن رات کی چالوں نے (ہمیں روک رکھا تھا) جب

تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کفر کریں اور اس کا شریک بنائیں۔'' اور عذاب کو دیکھتے ہی سب کے سب دل ہی دل میں پشیمان ہو رہے ہوں گے۔''

بعد والے پہلوں سے اور پہلے بعد والوں سے لاتعلقی کا اعلان کر دیں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ قَالَ ادۡخُلُوۡا فِیۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ فِی النَّارِ ؕ کُلَّمَا دَخَلَتۡ اُمَّۃٌ لَّعَنَتۡ اُخۡتَہَا ؕ حَتّٰۤی اِذَا ادَّارَکُوۡا فِیۡہَا جَمِیۡعًا ۙ قَالَتۡ اُخۡرٰىہُمۡ لِاُوۡلٰىہُمۡ رَبَّنَا ہٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوۡنَا فَاٰتِہِمۡ عَذَابًا ضِعۡفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ قَالَ لِکُلٍّ ضِعۡفٌ وَّ لٰکِنۡ لَّا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۸﴾ وَ قَالَتۡ اُوۡلٰىہُمۡ لِاُخۡرٰىہُمۡ فَمَا کَانَ لَکُمۡ عَلَیۡنَا مِنۡ فَضۡلٍ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡسِبُوۡنَ ﴾ [الاعراف: ۳۸، ۳۹]

''(اللہ تعالیٰ) فرمائے گا: ''جو فرقے تم سے پہلے گزر چکے ہیں، جنوں میں سے بھی اور انسانوں میں سے بھی، ان کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ!'' جس وقت بھی کوئی جماعت داخل ہوگی وہ اپنی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی، یہاں تک کہ جب اس میں سب جمع ہو جائیں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے: ''ہمارے پروردگار! ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا، سو ان کو دوزخ کا عذاب دوگنا دے۔'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''سبھی کا عذاب دوگنا ہے، لیکن تم کو خبر نہیں۔'' اور پہلے لوگ پچھلے لوگوں سے کہیں گے: ''تم کو ہم پر کوئی فوقیت نہیں، سو تم بھی اپنے کردار کے بدلے میں عذاب کا مزہ چکھو۔''

سبھی اظہار لاتعلقی کریں گے اور خرابی کو دوسرے کی طرف منسوب کریں گے، اسی موقع پر کہیں گے: کس نے ہمیں بہکایا تھا؟ فتنہ باز، رقص کرنے والے، کھیل کود میں مصروف

رہنے والے، وزرا، امرا، سلاطین اور بادشاہ سبھی یہیں کہیں گے: ہمیں ابلیس نے بہکایا ہے؟ تب آتش دوزخ میں ابلیس کے لیے ایک تخت رکھا جائے گا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان کیا ہے، وہ کہے گا:

﴿ وَ قَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَ مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَ لُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَ مَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ [ابراهيم: ٢٢]

''جب کام (حساب کتاب) کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو شیطان کہے گا کہ اللہ نے تو تمھیں سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تم سے جو وعدے کیے تھے، ان کے خلاف کیا، میرا تم پر کوئی دباؤ تو تھا ہی نہیں، ہاں میں نے تمھیں پکارا اور تم نے میری بات مان لی، پس تم مجھ پر الزام نہ لگاؤ بلکہ خود اپنے تئیں ملامت کرو، نہ میں تمھارا فریاد رس اور نہ تم میری فریاد کو پہنچنے والے، میں تو سرے سے مانتا ہی نہیں کہ تم مجھے اس سے پہلے اللہ کا شریک مانتے رہے۔ یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

پھر وہ اہل جنت کو آوازیں دیں گے اور ان سے فریادیں کریں گے، ان سے کھانے اور پینے کو چیزیں طلب کریں گے، تو جواب میں اہل جنت انھیں ڈانٹ پلائیں گے اور انھیں ملامت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ نَادٰۤی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ

اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴾ [الاعراف:٤٤،٤٥]

''اور اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے: ''ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اس کو واقعہ کے مطابق پایا، سوتم سے جو تمھارے رب نے وعدہ کیا تھا کیا تم نے بھی اس کو واقعہ کے مطابق پایا؟'' وہ کہیں گے: ''ہاں!'' پھر ایک پکارنے والا ان میں پکارے گا: ''اللہ کی لعنت ہو ان ظالموں پر جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے اعراض کرتے تھے اور اس میں کجی تلاش کرتے تھے اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا وَ مَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴾
[الاعراف: ٥٠،٥١]

''اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے: ''ہمارے اوپر تھوڑا سا پانی ہی ڈال دو یا کچھ اور ہی دے دو، جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے۔'' جنت والے کہیں گے: ''اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں کے لیے حرام کر دیا ہے، جنھوں نے دنیا میں اپنے دین کو لہو ولعب بنا رکھا تھا اور جن کو دنیاوی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔'' سو ہم بھی آج کے روز ان کا نام نہ لیں گے، جیسا انھوں نے اس دن کا نام تک نہ لیا اور جیسا یہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔''

پھر وہ جہنم کے داروغے سے عذاب میں تخفیف کروانے کی فریاد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ

نے اس کی یوں وضاحت فرمائی ہے:

﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ○ قَالُوْا اَوَ لَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوْا بَلٰى قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلَالٍ ﴾ [المؤمن : ٤٩، ٥٠]

”تمام جہنمی مل کر جہنم کے داروغوں سے کہیں گے: ”تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کر دے۔“ وہ جواب دیں گے: ”کیا تمھارے پاس تمھارے رسول معجزے لے کر نہیں آئے تھے؟“ یہ کہیں گے: ”ہاں! آئے تھے۔“ وہ کہیں گے: ”پھر تم ہی دعا کرو۔“ اور کافروں کی دعا محض بے اثر اور بے راہ ہے۔“

پھر وہ جہنم کے بڑے داروغے سے فریادیں کریں گے جو وسط جہنم میں بیٹھا آگ جلا رہا ہوگا، یہ اس مالک نامی فرشتے کو پکاریں گے تو وہ ایک ہزار برس کے بعد جواب دے گا:

﴿ وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴾ [الحج : ٤٧]

”ہاں البتہ آپ کے رب کے نزدیک ایک دن تمھاری گنتی کے اعتبار سے ایک ہزار سال کا ہے۔“

یہ اسے کہیں گے:

﴿ يَا مٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ﴾ [الزخرف : ٧٧]

”اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے۔“

یہ جواب دے گا:

﴿ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴾ [الزخرف : ٧٧]

”تمھیں تو ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔“

اللہ کی قسم! ان کی یہ دعا مالک فرشتے کے سامنے اور مالک کے پروردگار کے سامنے ذلیل و نامراد رہے گی۔ پھر وہ اللہ رب العالمین جو سخت ترین عذاب والا ہے اس سے فریادیں کریں گے۔ پہلی بار اس طرح عرض کریں گے:

﴿ رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴾ [المؤمن:١١]

''اے ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دو بار مارا اور دوبار ہی زندہ کیا، اب ہم اپنے گناہوں کے اقراری ہیں، تو کیا اب کوئی نکلنے کی راہ بھی ہے؟''

اللہ تعالیٰ انھیں با ایں الفاظ جواب دے گا:

﴿ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴾ [المؤمن:١٢]

''یہ عذاب تمھیں اس لیے ہے کہ جب صرف اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا تو تم انکار کر جاتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے۔ پس اب حکومت اللہ بلند و بزرگ ہی کی ہے۔''

یہ لوگ پھر اس طرح عرض کریں گے:

﴿ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴾ [السجدة:١٢]

''اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا اب تو ہمیں واپس (دنیا میں) لوٹا دے۔ اب ہم نیک اعمال کریں گے، بے شک ہم یقین کرنے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ جواب دے گا:

﴿ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِينٰكُمْ وَ ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾ [السجدة: ١٤]

''اب تم اپنے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دینے کا مزہ چکھو، ہم نے بھی تمھیں بھلا دیا، اپنے کیے ہوئے اعمال کی شامت سے ابدی عذاب کا لطف اٹھاؤ۔''

وہ پھر عرض کریں گے:

﴿ رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ﴾ [ابراهيم: ٤٤]

''اے ہمارے رب! ہمیں تھوڑی سی مدت مہلت دے کہ ہم تیری تبلیغ مان لیں اور تیرے پیغمبروں کی فرماں برداری میں لگ جائیں۔''

تو اللہ تعالیٰ انھیں جواب دے گا:

﴿ اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴾ [ابراهيم: ٤٤]

''کیا تم اس سے پہلے بھی قسمیں نہیں کھا رہے تھے کہ تمھارے لیے (دنیا سے) ٹلنا ہی نہیں؟''

وہ پھر اس طرح عرض معروض پیش کریں گے:

﴿ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ﴾ [فاطر: ٣٧]

''اے ہمارے پروردگار! ہم کو نکال، ہم اچھے کام کریں گے برعکس ان کاموں کے جو ہم کیا کرتے تھے۔''

تو اللہ اس طرح انھیں جواب دے گا:

﴿ اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا

فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ﴾ [فاطر: ۳۷]

''کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا اور تمھارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا، سو مزہ چکھو کہ ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''

وہ پھر ایک عرض اس طرح پیش کریں گے:

﴿ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ﴾ [المؤمنون: ۱۰٦]

''اے ہمارے پروردگار! ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی، واقعی ہم تھے ہی گمراہ۔''

تو اللہ تعالیٰ انھیں اس طرح جواب دیں گے:

﴿ اِخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴾ [المؤمنون: ۱۰۸]

''پھٹکارے ہوئے یہیں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔''

اس کے بعد وہ کبھی گفتگو اور عرض نہیں کریں گے۔

خبردار! تو وہی ہوگی جو انتہا کی سختی، درشتی اور شدت کے ساتھ ہانکی جائے گی، پیشانیوں اور قدموں سے پکڑی جائے گی، دار الآلام میں ڈال دی جائے گی، گناہ گاروں کے ٹھکانے کی جانب جمع کی جائے گی، زنجیروں، طوقوں اور بڑی بڑی ہتھکڑیوں میں باندھ دی جائے گی، گندھک کے کپڑے پہننے والی ہوگی اور اللہ ملک العلام تجھ پر ناراض اور غضب ناک ہوگا۔

اچانک تو آگ دیکھے گی جسے تیرے چہرے پر کھول دیا جائے گا اور وہ تیرے اوپر جمع ہو جائے گی اور تجھے اس طرح گھیرے گی جس طرح کسی کو ہاتھوں سے گھیرے میں لے کر قید کر لیا جاتا ہے، جہاں سے نہ بھاگنا ہوگا اور نہ نکلنا ہی، نہ پیچھے ہی ہٹا جا سکے گا اور نہ کوئی راہ فرار ہی ملے گی، [illegible] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا قَالُوا بَلَى وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ○ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴾ [الزمر: ۷۱، ۷۲]

''اور کافروں کے غول کے غول جہنم کی طرف ہنکائے جائیں گے، جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے ان کے لیے کھول دیے جائیں گے اور وہاں کے نگہبان ان سے سوال کریں گے: ''کیا تمھارے پاس تمھی میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمھارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمھیں اس دن کی ملاقات سے آگاہ کرتے تھے؟'' یہ جواب دیں گے: ''کیوں نہیں!'' لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہوگیا۔ کہا جائے گا: ''اب جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، جہاں ہمیشگی ہے، پس سرکشوں کا ٹھکانا بہت ہی برا ہے۔''

تو اے میری بہن! جونہی تو آگ کو دیکھے گی پھر تو بڑی تیزی سے وہاں سے نکلنا چاہے گی مگر......

آگ کے دروازے

اے خاتون! اگر تو اس آگ کے دروازوں کے متعلق سوال کرے، تو اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ﴾ [الحجر: ٤٤]

''ہر دروازے کے لیے ان (کفار و منافقین وغیرہ) میں سے جماعتیں تقسیم کر دی گئی ہیں۔''

اس فرمان کے تحت بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ یہ کفار، منافقین اور شیاطین کی جماعتیں ہوں گی اور دو دروازوں کے مابین پانچ سو سال کا فاصلہ ہوگا۔

پہلا دروازہ ''جھنم'':

اس کا نام ''جہنم'' رکھا جاتا ہے کیوں کہ وہ مردوں اور عورتوں کے چہروں میں شکنیں ڈال دے گا اور انھیں جھلس دے گا، ان کے گوشت کھا جائے گا اور اس کا عذاب دوسرے دروازوں کی نسبت ہلکا ہوگا۔

دوسرا دروازہ ''لظی نزعة للشوی'':

اس کو ''لَظَى نَزَّاعَةً لِّلشَّوَى'' [1] (شعلہ والی آگ جو منہ اور سر کی کھال کو کھینچ لانے

---

[1] [المعارج: ١٥، ١٦]

والی ہے) کہا جاتا ہے۔

یہ ہر اس شخص کو پکارے گی جو اللہ کی توحید سے پیچھے ہٹا رہا اور حضرت محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے منہ موڑے رہا۔

تیسرا دروازہ "سقر":

اسے "سقر" کہا جاتا ہے، اسے سقر اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ ہڈیوں کے اوپر سے گوشت کو ادھیڑ دے گا اور جھلسا دے گا۔

چوتھا دروازہ "حطمة":

اسے "الحطمة" کہا جاتا ہے۔ اس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَآ أَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ﴾ [الهمزة: ٥، ٦]

"اور تجھے کیا معلوم کہ وہ توڑ پھوڑ دینے والی کیا ہوگی؟ وہ اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ ہوگی۔"

جو ہڈیوں کو توڑ دے گی اور دلوں کو جلا ڈالے گی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ﴾ [الهمزة: ٧]

"جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی۔"

وہ آگ اسے قدموں کی جانب سے پکڑے گی اور اس کے دل تک چڑھتی جائے گی اور وہ بڑے بڑے قلعوں اور محلوں جیسی چنگاریاں پھینکے گی۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

﴿إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝ كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ﴾

[المرسلات : ۳۲،۳۳]

”یقیناً وہ دوزخ چنگاریاں پھینکتی ہے، جو قلعہ کی مثل ہیں، گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔“

یہ چنگاریاں اوپر اٹھیں گی اور پھر نیچے اتریں گی، جو ان کے چہروں، ہاتھوں اور بدنوں کو جلا ڈالیں گی، وہ اتنا روئیں گے اتنے آنسو بہائیں گے کہ وہ ختم ہی ہو جائیں گے، پھر وہ خون بہائیں گے، پھر پیپ بہائیں گے حتیٰ کہ پیپ بھی ختم ہو جائے گی، حتیٰ کہ ان کی آنکھوں سے نکلنے والے پانی میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ بھی چل پڑیں۔

پانچواں دروازہ ”جحیم“:

اسے ”الجحیم“ کہا جاتا ہے، اس کو جحیم اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ بڑے بڑے انگاروں والی ہوگی۔

چھٹا دروازہ ”سعیر“:

اسے ”السعیر“ کہا جاتا ہے۔ اس کو سعیر اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ انھیں جلا ڈالے گی۔ جب سے اللہ نے اسے پیدا کیا ہے وہ ٹھنڈی نہیں ہوئی، اس میں تین سو محلات ہیں اور ہر محل میں تین سو مکان ہوں گے اور ہر مکان میں تین سو قسموں کے عذاب ہوں گے، اس میں سانپ، بچھو، بیڑیاں، زنجیریں اور طوق وغیرہ ہوں گے۔ اس میں ”جبُّ الحزن“ یعنی غم کا کنواں بھی ہوگا، پوری دوزخ میں اس سے بڑھ کر عذاب والی کوئی اور جگہ نہ ہوگی، جونہی اس کنویں کو کھولا جائے گا تو اہل دوزخ انتہائی غمناک ہو جایا کریں گے۔

ساتواں دروازہ "ھاویۃ":

اس کو "الھاویۃ" کہا جاتا ہے، جو اس میں گر پڑے گا وہ کبھی اس سے نکل نہ سکے گا۔ اس میں "بِئرُ الھباب" یعنی گرد و غبار کا کنواں ہوگا، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے:

﴿ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ﴾ [بنی اسرائیل: ۹۷]

"جب کبھی وہ ہلکی ہونے لگے گی ہم ان پر اسے اور بھڑکا دیں گے۔"

جب اس گرد و غبار کو کھولا جائے گا تو اس سے ایسی آگ نکلے گی کہ اس سے پہلی آگ بھی پناہ مانگے گی اور اس دروازے اور طبقے میں وہ لوگ ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ﴾ [المدثر: ۱۷]

"ہم اسے صعود پر چڑھائیں گے۔"

یا یہ آگ کا پہاڑ ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو منہ کے بل اس انداز سے رکھا جائے گا کہ ان کے ہاتھ ان کی گردنوں سے بندھے ہوں گے اور ان کی گردنیں ان کے قدموں کے ساتھ ملائی گئی ہوں گی اور زبانیہ فرشتے ان کے سروں پر کھڑے ہوں گے۔ ان کے ہاتھوں میں لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے، جب ان میں سے کوئی ایک، ایک ضرب بھی مارے گا تو اس کی آواز کو جن و انس سارے سنیں گے۔

آگ کے دروازے لوہے کے، فرش کانٹے کا، پردے تاریکی کے اور زمین پیتل، ... اور شیشے کی ہوگی۔ آگ ہی ان کے اوپر ہوگی اور آگ ہی ان کے نیچے ہوگی، ان کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے بھی سائبان ہوں گے۔ اس آگ کو

ایک ہزار برس تک جلایا گیا تو وہ سرخ ہوگئی اور ایک ہزار برس تک پھر جلایا گیا، تب وہ سفید ہوگئی اور ایک ہزار برس مزید جلایا گیا تو وہ سیاہ بن گئی، اب وہ انتہائی سیاہ اور تاریک ہے، جس کے ساتھ غضب الٰہی بھی ہے۔

اور کبھی کبھار معنوی مناسبت سے ان دروازوں میں سے ہر ایک دروازے کا اطلاق باقی تمام دروازوں پر بھی ہو جاتا ہے۔

① آگ کے تمام حصوں میں سے ہر ایک حصہ ''جہنم'' بھی ہے۔ یہ اس اعتبار سے کہ آگ لوگوں کے چہروں کو پہنچے گی حتیٰ کہ وہ اپنے چہروں کے ساتھ آگ سے بچاؤ کریں گے۔

② یہ ''لَظٰی'' بھی ہے، وہ اس اعتبار سے کہ وہ گوشت کو کھینچ لے گی۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ﴾

[النساء : ٥٦]

''جب ان کی کھالیں پک جائیں گی تو ہم ان کے سوا اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھتے رہیں۔''

③ اور ہر دروازہ ''سَقَر'' بھی ہے۔ یہ اس اعتبار سے کہ وہ گوشت کو مار مار کے سیاہ بنا دے گا۔

④ اور ہر دروازہ ''حطمة'' بھی ہے۔ وہ اس اعتبار سے کہ وہ ہڈیوں کو توڑ پھوڑ دے گا اور انھیں چورا چورا کر دے گا۔

⑤ اور ہر دروازہ '' جحیم'' بھی ہے۔ اس اعتبار سے کہ اس کے انگارے بڑے بڑے ہوں گے۔

⑥ اور ہر دروازہ ''سعیر'' بھی ہوگا۔ وہ اس اعتبار سے کہ اس کا عذاب روز بروز بڑھتا ہی

جائے گا۔

⑦ اور ہر دروازہ "ھاویة" بھی ہوگا۔ یہ اس اعتبار سے کہ جو بھی اس میں ہوگا وہ چہرے کے بل گرے گا اور اپنی پیشانی کے بل ہی بلند مقام سے زیریں مقام کی طرف الٹتا پلٹتا آئے گا۔

یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ جہنم کالی سیاہ ہے جس میں کوئی روشنی اور آگ کی کوئی لپٹ نہ ہوگی اور یہ بالکل ویسی ہی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا ہے:

﴿ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ ﴾ [الحجر : ٤٤]

"جس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لیے ان (جن وانس وغیرہ) میں سے جماعتیں تقسیم کر دی گئی ہیں۔"

ہر دروازے کے سامنے ستر ہزار پہاڑ ہیں اور ہر پہاڑ میں آگ کی ستر ہزار گھاٹیاں ہیں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار آگ کی شاخیں ہیں اور ہر شاخ میں ستر ہزار وادیاں ہیں اور ہر وادی میں آگ کے ستر ہزار محل ہیں، ہر محل میں آگ کے ستر ہزار مکان ہیں اور ہر مکان میں زہر کی ستر ہزار صراحیاں ہیں، تو جس روز قیامت برپا ہوگی اس کے اوپر سے ڈھکن اٹھایا جائے گا تو اس میں سے ایک شامیانہ نما زہر کا پردہ سا لوگوں کی دائیں جانب اڑے گا، دوسرا ان کے بائیں جانب، ایک ان کے سامنے کی طرف، ایک شامیانہ ان کے اوپر اور ایک ان کے پیچھے کی جانب اڑے گا تو جونہی جن وانس اسے دیکھیں گے سبھی گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور پھر سبھی پکارنے لگیں گے:

"رَبِّ سَلِّمْ، رَبِّ سَلِّمْ"

"اے میرے پروردگار! مجھے بچا لینا، اے میرے پروردگار! مجھے بچا لینا۔"

ہر دو دروازوں کے مابین ستر برس کی مسافت ہوگی اور ہر دروازہ اپنے سے بالا

دروازے سے ستر گنا زیادہ گرم ہوگا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کی ستر وادیاں ہیں اور ہر وادی کی گہرائی ستر سال کی ہے اور ہر وادی کی ستر ہی گھاٹیاں ہیں اور ہر گھاٹی میں ستر ہی غاریں ہیں اور ہر غار کے اندر ستر شاخیں ہیں اور ہر شاخ کے اندر ستر ہزار اژدھے ہیں اور ہر اژدھے کی باچھوں میں ستر ہزار بچھو ہیں اور ہر بچھو کی ستر ہزار ریڑھ کی ہڈیاں ہیں اور ان میں سے ہر ریڑھ کی ہڈی میں زہر کی ایک ایک صراحی ہے، کافر اور منافق کی اس وقت تک جان بخشی نہ ہوگی جب تک وہ بھی اس پر واقع نہ ہو جائیں گے۔ [1]

آتش جہنم سے متعلق چند اشعار:

وَ النَّارُ مَثْوًى لِّأَهْلِ الْكُفْرِ كُلِّهِ
طَبَاقُهَا سَبْعَةٌ مُسْوَدَّةُ الْحُفَرِ

''آگ تمام اہل کفر کا ٹھکانا ہوگی، جس کے انتہائی سیاہ گڑھوں والے سات طبقے ہوں گے۔''

جَهَنَّمُ وَ لَظَى وَ الْحُطَمُ بَيْنَهُمَا
ثُمَّ السَّعِيرُ كَمَا الْأَهْوَالُ فِي سَقَرِ

''ایک جہنم، دوسرا لظی اور تیسرا حطمہ جو ان دونوں کے درمیان ہوگا، پھر چوتھا سعیر اور اسی طرح کی ہولناکیاں پانچویں طبقے سقر میں ہوں گی۔''

تَحْتَ ذَاكَ جَحِيمٌ ثُمَّ هَاوِيَةٌ
يَهْوِى بِهَا أَبَدًا سُحْقًا لِتَحْتَقِرَ

---

[1] التذکرۃ: ٤٤٩، ٤٥٠۔

''ان سے نیچے چھٹا جحیم پھر ساتواں ہاویہ ہوگا، دوزخی آدمی اس میں ہمیشہ نیچے ہی گرتا جائے گا، تاکہ یہ طبقہ اسے مزید ذلیل و رسوا کرے۔''

فِیْ کُلِّ بَابٍ عُقُوْبَاتٌ مُّضَاعَفَةٌ
وَ کُلُّ وَاحِدَةٍ تَسْطُوْ عَلَی النَّفَرِ

''ہر دروازے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر سزائیں ہوں گی اور ہر سزا لوگوں کی ایک جماعت پر دھاوا بولتی ہوگی۔''

فِیْهَا غِلَاظٌ شِدَادٌ مِّنْ مَّلَائِکَةٍ
قُلُوْبُهُمْ شِدَّةً أَقْسٰی مِنَ الْحَجَرِ

''اس میں تندخو اور سخت جان ایسے فرشتے ہوں گے جن کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہوں گے۔''

لَهُمْ مَّقَامِعُ لِلتَّعْذِیْبِ مُرْصَدَةٌ
وَ کُلُّ کَسْرٍ لَّدَیْهِمْ غَیْرُ مُنْجَبِرٍ

''ان کے پاس سزائیں دینے کے لیے بالکل تیار شدہ ہتھوڑے بھی ہوں گے اور ان کی توڑی ہوئی ہڈیوں کو درست اور ٹھیک بھی نہ کیا جا سکے گا۔''

سَوْدَآءُ مُظْلِمَةٌ شَعْثَآءُ مُوْحِشَةٌ
دَهْمَآءُ مُحْرِقَةٌ لَوَّاحَةُ الْبَشَرِ

''ایسی کالی ہے جو کالا بنا دینے والی ہے، ایسی پراگندہ حال ہے جو وحشت ناک ہے، ایسی سیاہ ہے جو جلا دینے والی بھی ہے اور انسانی کھال کو جھلسا دینے والی بھی۔''

فِيْهَا الْجَحِيْمُ مُذِيْبٌ لِّلْوُجُوْهِ مَعَ الْ
أَمْعَاءِ مِنْ شِدَّةِ الْإِحْرَاقِ وَالشَّرَدِ

''اس میں ایک طبقہ جحیم بھی ہے، جو اپنی چنگاریوں اور اپنے جلانے کی طاقت کے ساتھ چہروں کو حتیٰ کہ انتڑیوں کو پگھلا دینے والا ہے۔''

فِيْهَا السَّلَاسِلُ وَالْأَغْلَالُ تَجْمَعُهُمْ
مَعَ الشَّيَاطِيْنِ قَسْرًا جَمْعَ مُنْقَهِرِ

''اس میں زنجیریں اور طوق بھی ہوں گے جو انھیں جبراً اور مکمل زبردستی سے شیطانوں کے ساتھ جمع کیے رکھیں گے۔''

فِيْهَا الْعَقَارِبُ وَالْحَيَّاتُ قَدْ جُعِلَتْ
جُلُوْدُهُمْ كَالْبِغَالِ الدُّهْمِ وَالْحُمُرِ

''اس میں ایسے بچھو اور سانپ ہوں گے کہ جن کے چمڑے سیاہ خچروں اور گدھوں جیسے ہوں گے۔''

وَ الْجُوْعُ وَ الْعَطَشُ الْمُضْنِيْ لِأَنْفُسِهِمْ
فِيْهَا وَ لَا جَلَدَ فِيْهَا لِمُصْطَبِرِ

''اس میں ان کی جانوں کو پریشان کن بھوک اور پیاس لاحق ہوگی اور اس دوزخ میں کوئی صبر و برداشت کرنے والا صبر کا مظاہرہ بھی نہ کر پائے گا۔''

لَهَا إِذَا مَا غَلَتْ فَوْدٌ يُقَلِّبُهُمْ
مَا بَيْنَ مُرْتَفِعٍ مِنْهَا وَ مُنْحَدِرِ

"جب وہ جوش مارتے ہوئے کوئی ابالا کھائے گی تو اہل دوزخ کو الٹا پلٹا دے گی، کچھ کو اوپر اور کچھ کو نیچے گرا دے گی۔"

جَمْعُ النَّوَاصِي مَعَ الْاَقْدَامِ صَيَّرَهُمْ
كَالْقَوْسِ مَحْنِيَّةٍ مِنْ شِدَّةِ الْوَتَرِ

"پیشانیوں کو قدموں کے ساتھ جمع کرنے نے انھیں اس کمان کی مثل بنا ڈالا ہوگا جو وتر کی سختی اور تناؤ کے باعث کبڑی اور مڑی ہوئی ہوتی ہے۔"

لَهُمْ طَعَامٌ مِّنَ الزَّقُّوْمِ يَعْلَقُ فِيْ
حُلُوْقِهِمْ شَوْكُهٗ كَالصَّابِ وَالصَّبِرِ

"ان کے لیے زقوم (تھور اور سینڈھ) کا کھانا ہوگا، جو ان کے گلوں میں پھنس جائے گا کیوں کہ اس کے کانٹے اندرائن اور ایلوا جیسے ہوں گے۔"

يَا وَيْلَهُمْ تُحْرِقُ النِّيْرَانُ اَعْظَمَهُمْ
بِالْمَوْتِ شَهْوَتُهُمْ مِنْ شِدَّةِ الضَّجَرِ

"ان کے حال پر افسوس صد افسوس! آگ ان کے بڑوں بڑوں کو جلا ڈالے گی، ڈانٹ ڈپٹ کی شدت کے باعث ان کی تمنا اور آرزو موت ہوگی۔"

ضَجُّوْا وَ صَاحُوْا زَمَانًا لَّيْسَ يَنْفَعُهُمْ
دُعَآءُ دَاعٍ وَ لَا تَسْلِيْمُ مُصْطَبِرِ

"ایک زمانے تک یہ چیخ پکار اور شور و غل چلتا رہے گا لیکن کسی پکارنے والے کی کوئی پکار اور کسی صبر و برداشت کرنے والے کا کوئی جذبہ تسلیم و رضا کسی کام نہ

آ ئے گا۔"

وَ كُلُّ يَوْمٍ لَّهُمْ فِيْ طُوْلِ مُدَّتِهِمْ
نَزْعٌ شَدِيْدٌ مِّنَ التَّعْذِيْبِ وَالسُّعُرِ

"ان کی درازی مدت کے باعث، عذاب اور آگ کی وجہ سے ان کی جان کنی مزید سخت تر ہوتی جائے گی۔"

اہل دوزخ کا لباس اور کھانا پینا

اہل دوزخ کا لباس:

اور اگر تو ان کے کپڑوں کی بابت استفسار کرے تو یاد رکھ کہ ان کے کپڑے آگ کے ہوں گے، ان کی اوڑھنیاں بھی آگ سے ہوں گی، ان کپڑوں کی کٹائی اور کاٹ تراش آگ کے کپڑوں سے ہوگی، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُّصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ○ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ○ وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴾ [الحج: ۱۹۔۲۱]

"پس کافروں کے لیے تو آگ کے کپڑے کاٹے جائیں گے اور ان کے سروں کے اوپر سخت گرم پانی ڈالا جائے گا، جس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی اور ان کی سزا کے لیے لوہے کے ہتھوڑے ہیں۔"

یہ کپڑے ان کے جسموں کی قد و قامت کے اعتبار سے کاٹے گئے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿ سَرَابِيْلُهُمْ مِنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴾ [ابراھیم: ۵۰]

''ان کے لباس گندھک کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر بھی چڑھی ہوئی ہوگی۔''

یعنی ان کے تمام کپڑے گندھک سے بنائے جائیں گے اور گندھک ایسا مادہ ہے کہ جس سے آگ بذات خود ہی مشتعل ہو جاتی ہے۔

اہل دوزخ کا کھانا:

اگر تو اس کے رہنے والوں کے پینے کے بارے میں اور اس کے باسیوں کے کھانے کے بارے میں سوال کرے تو سن لے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ ۝ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۝ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴾
[الدخان : ٤٣-٤٥]

''بے شک زقوم کا درخت گنہگار کا کھانا ہے، جو مثل تلچھٹ کے ہے اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے۔''

اور فرمایا:

﴿ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۝ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴾ [النبأ : ٢٤-٢٦]

''وہاں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے نہ (کچھ) پینا (نصیب ہوگا) مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔ (یہ) بدلہ ہے پورا پورا۔''

اور یہ بھی فرمایا:

﴿ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴾
[الغاشية : ٥، ٦]

''اور نہایت گرم چشمے کا پانی ان کو پلایا جائے گا، ان کے لیے سوائے کانٹے دار درختوں کے اور کچھ کھانا نہ ہوگا۔''

﴿ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ۝ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ﴾
[الحآقة : ۳۵،۳۶]

''پس آج اس کا نہ کوئی دوست ہے اور نہ سوائے پیپ کے اس کی کوئی غذا ہے۔''

ہروی نے کہا ہے: ''اس کا معنی دوزخیوں کی پیپ ہے، جو ان کے بدنوں سے بہ کر نکلے گی۔''

میں عرض کرتا ہوں کہ اس سے '' غَسَّاق ''یعنی دوزخیوں کی کھالوں سے بہنے والا خراب خون اور پیپ بھی مراد ہے۔

ابن المبارک نے ذکر کیا ہے کہ ہمیں خبر دی سفیان نے منصور سے، وہ ابراہیم اور ابورزین سے بیان کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت میں:

﴿ هٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَّ غَسَّاقٌ ﴾ [ص : ۵۷]

''یہ ہے، پس اسے چکھو (یہ) گرم پانی اور پیپ ہے۔''

دونوں نے اس کی وضاحت میں فرمایا ہے:

''اس سے مراد ان کی بہنے والی پیپ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''اَلْغَسَّاقُ'' سے مراد انتہا کی بدبودار گاڑھی پیپ ہے۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

''غَسَّاق سے مراد گاڑھی پیپ ہے، اگر اس پیپ کا ایک قطرہ مغرب میں ڈالا جائے تو اہل مشرق کو اس کی بدبو جینے نہ دے اور اگر وہ مشرق میں انڈیلا جائے تو اہل مغرب کو اس کی بدبو متعفن کر دے۔''

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غساق سے مراد ایسی یخ بستہ ٹھنڈی پیپ ہے جسے ''زمہریر'' کہا جاتا ہے اور کعب نے کہا ہے:

''غساق جہنم میں ایک ایسا تالاب ہوگا جس میں ہر کسی کا پسینا آ کر جمع ہوتا جائے گا، کافی عرصہ وہاں رہنے کے ساتھ اس کا رنگ بدل جائے گا، آدمی کو وہاں لایا جائے گا، اس میں غوطہ دیا جائے گا، جس کے باعث اس کی کھال اور اس کا گوشت ہڈیوں سے نیچے گر جائے گا اور وہ آدمی اسے اپنے دونوں ٹخنوں کے درمیان یوں گھسیٹتا لائے گا جیسے کوئی آدمی اپنے کپڑے کو گھسیٹتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴾ [النبأ : ٢٦]

''(ان کو) پورا پورا بدلہ ملے گا۔''

یعنی انھیں ان کے برے اور خبیث اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔

ایک شاعر نے کیا نقشہ کھینچا ہے۔

وَ نَارٌ تَلَظّٰی فِیْ لَظَاھَا سَلَاسِلُ
یُغَلُّ بِھَا الْفُجَّارُ ثُمَّ یُسَلْسَلُ

''اور جوش مارتی ہوئی آگ ہوگی، اس کے بے دھواں شعلوں میں زنجیریں بھی ہوں گی، اس میں فاجروں اور نافرمانوں کو ابالا جائے گا، پھر زنجیروں میں جکڑا جائے گا۔''

شَرَابُ ذَوِی الْإِجْرَامِ فِیْھَا حَمِیْمًا
وَ زَقُّوْمُھَا مَطْعُوْمُھَا حِیْنَ یُؤْکَلُ

''دوزخ میں مجرموں کا مشروب کھولتا ہوا پانی ہوگا اور جب وہ کھانے کو دیے جائیں گے تو اس کا طعام ''زقوم'' ہوگا جو نہایت بد بودار اور انتہائی کڑوا ہوگا۔''

حَمِيْمٌ وَّ غَسَّاقٌ وَّ آخَرُ مِثْلُهُ
مِنَ الْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ وَ يُشْعَلُ

''کھولتا پانی، پیپ اور اس طرح کی دوسری چیزیں جیسے کہ تلچھٹ وغیرہ ہے، پیٹوں میں جوش ماریں اور سلگیں گی۔''

يَزِيْدُ هَوَانًا مَّنْ هَوَاهَا وَ لَا يَزَلُ
إِلَى قَعْرِهَا يَهْوِيْ دَوَامًا وَ يَنْزِلُ

''اس کی ذلت ورسوائی اور زیادہ بڑھ جائے گی، جو اس میں گرے گا، وہ تو اس کی گہرائی میں مسلسل گرتا اور اترتا ہی جائے گا۔''

وَ فِيْ نَارِهِ يَبْقٰى دَوَمًا مُعَذَّبًا
يَصِيْحُ ثُبُوْرًا وَيْحَهُ يَتَوَلْوَلُ

''اپنی اس آگ میں وہ ہمیشہ عذاب برداشت کرتا رہے گا، موت کے لیے آہ و بکا کرتا رہے گا اور اپنی ہلاکت و تباہی کے لیے واویلا کرتا رہے گا۔''

عَلَيْهَا صِرَاطٌ مِّدْحَضٌ وَ مَزَلَّةٌ
عَلَيْهِ الْبَرَايَا فِي الْخَلَائِقِ تُحْمَلُ

''اس کی پشت پر ایک پھسلواں اور لغزش دینے والا پل صراط ہوگا جس پر سے گزرتے ہوئے آگ کے سزاواروں سے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھوایا جائے گا۔''

وَ فِيْهِ كَلَالِيْبُ تَعَلَّقُ بِالْوَرٰى
فَهٰذَا نَجَا مِنْهَا وَ هٰذَا مُخَرْدَلُ

''اس میں کنڈیاں بھی ہوں گی جو مخلوق کو اٹک اٹک کر پھنستی جائیں گی، تو یہ اس سے نجات پائے گا اور وہ اس میں پچھاڑ لیا جائے گا۔''

فَلَا مُذْنِبٌ يَفْدِيْهِ مَا يُفْتَدٰى
وَ اِنْ يَّعْتَذِرْ يَوْمًا فَلَا الْعُذْرُ يُقْبَلُ

''کوئی گناہ گار فدیہ بھی پیش کرے گا تو اس سے فدیہ نہ لیا جائے گا اور اگر کوئی اس روز معذرت پیش کرے گا تو اس کا عذر بھی قابل قبول نہ ہوگا۔''

فَهٰذَا جَزَآءُ الْمُجْرِمِيْنَ عَلَى الرَّدٰى
وَ هٰذَا الَّذِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْصُلُ

''تو مجرموں کا یہی ہلاکت خیز بدلہ ہوگا اور روز قیامت ان کو یہی کچھ حاصل ہوگا۔''

اَعُوْذُ بِرَبِّيْ مِنْ لَظٰى وَ عَذَابِهَا
وَ مِنْ حَالِ مَنْ يَّهْوِيْ بِهَا يَتَجَلْجَلُ

''میں ''لظی'' (جہنم کا نام)، اس کے عذاب اور اس آدمی کے حال سے اپنے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں جو اس میں گرے گا اور اس کی گہرائی میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔''

وَ مِنْ حَالِ مَنْ فِيْ زَمْهَرِيْرٍ مُعَذَّبٌ
وَ مَنْ كَانَ فِي الْاَغْلَالِ فِيْهَا مُكَبَّلُ

''اور اس آدمی کے حال سے بھی پناہ مانگتا ہوں جو ''زمہریر'' میں مبتلائے عذاب

ہوگا اور اس آدمی کے حال سے بھی جو اس میں بیڑیوں میں بندھا ہوا ہوگا۔"

اہل دوزخ کا مشروب:

اگر تو اپنے کھانے، پینے اور لباس کے بارے میں سوال کرے تو سن لے کہ کھانا بھی آگ کا، پینا بھی آگ کا اور لباس بھی آگ ہی کا ہوگا۔

تیری یہ نرم و نازک سی جلد جو حرام کھاتی رہی ہے، اسے حرام کی غذا ملتی رہی ہے اور حرام اشیا پر اس کی نشوونما ہوتی رہی ہے، یہ آگ کو بڑھکانے والا ایندھن بن جائے گی اور جہنم کا کھانا ہو جائے گی اور اے نافرمان! یہ مت سمجھنا کہ مٹک مٹک کر چلنے والے اسی نحیف وضعیف بدن کے ساتھ تو آتش جہنم میں داخل ہوگی بلکہ یہ جسم تو بہت بڑا ہو جائے گا، جس طرح کہ فرمان رسول ﷺ ہے:

((ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ أُحُدٍ وَغِلَظُ جِلْدِهِ مَسِيرَةُ ثَلَاثٍ))①

"کافر آدمی کی ڈاڑھ احد پہاڑ جتنی ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔"

اور یہ نہ کہتی رہنا کہ یہ تو ایک کافر کے حق میں ہوگا، میں تو گناہ گار مسلمان خاتون ہوں، بلکہ حدیث میں یہ بھی آتا ہے:

((إِنَّ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّعْظُمُ فِي النَّارِ حَتّٰى يَكُونَ أَحَدَ زَوَايَاهَا))②

---

① مسلم، كتاب الجنة و نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون ...... الخ : ٢٨٥١۔

② ابن ماجه، كتاب الزهد، باب صفة النار : ٤٣٢٣۔ ضعيف ابن ماجه : ٤٤٠٠۔ الضعيفة : ٤٨٨٣۔

''بلا شبہ امت محمد (ﷺ) میں ایک ایسا شخص بھی ہوگا جو آگ میں عظیم الجثہ ہوگا، اس کے بدن کی موٹائی اس قدر ہوگی کہ دوزخ کے ایک کنارے کو وہ اکیلا ہی گھیر لے گا۔''

یعنی آگ کے ارکان میں سے ایک رکن ہوگا، کس قدر تعجب ہے اس کے جسم کی بڑائی اور بدن کی موٹائی پر!!

جونہی تیرے جسم کو آگ ہلکا سا چھوئے گی یہ سیاہ ہو جائے گا، پھر اسے آگ دبوچ لے گی اور اسے جلانا شروع کر دے گی، پھر عذاب کا یہ سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا، جب یہ جسم ختم ہو جائے گا اور کھال جل جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تجھے ایک نیا جسم دے دے گا، جس کے باعث جہنم مزید تیزی سے جلنا اور شعلے مارنا شروع کر دے گا۔

عین اسی دوران تو اپنے اس نرم و نازک چہرے کے بل گھسیٹی جائے گی جس چہرے کی وجہ سے تو نے یہ جوانی فتنہ خیز بنا رکھی ہے، بلکہ تو اسی چہرے کے ساتھ اپنی جان کو آگ سے بچانے کی کوشش کرے گی، اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرما دی ہے:

﴿ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ○ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴾ [الزمر: ۲۴، ۲۵]

''بھلا جو شخص قیامت کے دن اپنے منہ سے برے عذاب کو روکتا ہے (کیا وہ ایسا ہو سکتا ہے جو چین میں ہو) اور ظالموں سے کہا جائے گا: ''اپنے کیے کا وبال چکھو!'' ان سے پہلے والوں نے بھی جھٹلایا، پھر ان پر ان کی بے خبری کی حالت میں عذاب آ پڑے۔''

کیا اس چہرے کے ساتھ جو جسم کا نازک ترین حصہ ہے عذاب کو روکنا ممکن ہوگا؟

اسی لمحے منہ زقوم کا کھانا کھائے گا۔ اگر تو زقوم کے عذاب کا کچھ اندازہ لگانا چاہے تو پھر نبی معصوم ﷺ کے اس کلام وحی کو سن لے، آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((لَوْ أَنَّ قَطْرَةً مِّنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا لَأَفْسَدَتْ عَلٰى أَهْلِ الدُّنْيَا مَعَايِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ يَّكُوْنُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)) ①

"اگر ایک قطرہ زقوم دنیا پر ڈال دیا جائے تو یہ تمام دنیا والوں کی روزیاں خراب کر کے رکھ دے، تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کا طعام وشراب یہی ہوگا؟"

جس زقوم کا ایک قطرہ ہی اہل دنیا کی معیشتوں کو خراب کرنے کے لیے کافی ہے، وہی زقوم تیرا کھانا اور پینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ ○ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ○ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ○ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ○ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَاءِ الْجَحِيْمِ ○ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ○ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴾

[الدخان: ٤٣۔٤٩]

"بے شک زقوم کا درخت گنہگار کا کھانا ہے، جو مثل تلچھٹ کے ہے اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے، مثل تیز گرم پانی کھولنے کے، اسے (مجرم کو) پکڑ لو پھر گھسیٹتے ہوئے بیچ جہنم تک پہنچاؤ، پھر اس کے سر پر سخت گرم پانی کا عذاب بہاؤ۔ (اس سے کہا جائے گا) چکھتا جا! تو تو بڑا ذی عزت اور بڑے اکرام والا تھا۔"

اور دوسری جگہ یوں فرمایا ہے:

﴿ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ○ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ

---

❶ ترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ما جاء فی صفة شراب أهل النار: ٢٥٨٥۔

زَقُّوْمٍ ○ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ○ فَشَارِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ○ فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴾ [الواقعة: ٥١-٥٥]

''پھر تو تم اے گمراہو! جھٹلانے والو! البتہ کھانے والے ہو تھور کا درخت اور اسی سے پیٹ بھرنے والے ہو، پھر اس پر گرم کھولتا پانی پینے والے ہو، پھر پینے والے بھی پیاسے اونٹوں کی طرح ہو۔''

اور ایک مقام پر فرمایا:

﴿ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ○ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ○ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ○ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ○ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ○ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ○ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴾
[الصافات: ٦٢-٦٨]

''کیا یہ مہمانی اچھی ہے یا سینڈھ (زقوم) کا درخت؟ جسے ہم نے ستم گاروں کے لیے سخت سزا بنا رکھا ہے، جو درخت جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے، جس کے خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہوتے ہیں، جہنمی اسی درخت کو کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بوجھل کرلیں گے، پھر اس پر گرم جلتے پانی کی ملونی ہوگی، پھر ان سب کا جہنم کی آگ کے ڈھیر کی طرف لوٹنا ہوگا۔''

یہ کھانا پریشانی اور غم کو مزید بڑھائے گا، جیسا کہ سورۂ غاشیہ میں ہے:

﴿ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ○ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴾
[الغاشية: ٦،٧]

''ان کے لیے سوائے کانٹے دار درختوں کے اور کچھ کھانا نہ ہوگا، جو نہ بدن بڑھائے گا اور نہ بھوک مٹائے گا۔''

کھال سیاہ ہونے اور جلنے کے بعد انتہائی شدت اور زور سے اتاری جائے گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كَلَّآ إِنَّهَا لَظَىٰ ○ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ﴾ [المعارج : ١٥، ١٦]

''مگر ہرگز نہ ہوگا یقیناً وہ شعلہ والی آگ ہے جو منہ اور سر کی کھال کھینچ لانے والی ہے۔''

پھر ہڈیوں کو چورا چورا اور توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ بنا دیا جائے گا۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ كَلَّا لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ○ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ○ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ○ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ○ إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ○ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴾ [الهمزة : ٤-٩]

''نہیں نہیں! یہ توڑ پھوڑ دینے والی آگ میں پھینک دیا جائے گا اور تجھے کیا معلوم کہ ایسی آگ کیا کچھ ہوگی؟ وہ اللہ تعالیٰ کی سلگائی ہوئی آگ ہوگی، جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی اور ان پر بڑے بڑے ستونوں میں ہر طرف سے بند کی ہوئی ہوگی۔''

اس سب سے بھی بڑھ کر یہ کہ عذاب صرف جسمانی عذاب تک ہی محدود نہ ہوگا بلکہ وہاں روحانی عذاب بھی ہوگا اور وہ اس وقت ہوگا جب تیری وہ سہیلیاں جو پرہیزگار تھیں، عبادت گزار تھیں اور حجاب کی پابندی کرنے والی تھیں، جو جنت میں داخل ہو چکی ہوں گی، وہ تجھ سے کلام کریں گی اور تجھے ڈانٹ ڈپٹ کریں گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نقشہ یوں پیش

فرمایا ہے:

﴿ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَاءَلُوْنَ ○ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ ○ يَّقُوْلُ ءَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ○ ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴾ [الصافات : ٥٠-٥٣]

”(جنتی) ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے پوچھیں گے، ان میں سے ایک کہے گا میرا ایک ہم نشیں جو مجھ سے کہا کرتا تھا کہ کیا تو (قیامت کے آنے کا) یقین کرنے والوں میں سے ہے؟ بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے تو کیا ہمیں بدلا ملے گا؟“

تو اللہ تعالیٰ انھیں فرمائے گا:

﴿ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ○ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِىْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ○ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ○ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّىْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ○ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ○ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ ﴾

[الصافات : ٥٤-٦١]

”کہے گا: کیا تم چاہتے ہو کہ (اسے) جھانک کر دیکھ لو؟ جھانکتے ہی اسے بیچوں بیچ جہنم میں جلتا ہوا دیکھے گا، کہے گا واللہ! قریب تھا کہ تو مجھے بھی برباد کر دیتا، اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی دوزخ میں حاضر کیا گیا ہوتا۔ کیا یہ صحیح ہے کہ ہم مرنے والے ہی نہیں؟ بجز پہلی ایک موت کے اور نہ ہم عذاب کیے جانے والے ہیں، پھر تو ظاہر بات ہے کہ یہ بڑی کامیابی ہے۔ ایسی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔“

اللہ تعالیٰ پھر یوں بھی کہے گا:

﴿ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ○ اِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ○ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ○ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ ○ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ○ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ○ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴾

[الصافات : ٦٢-٦٨]

''کیا یہ مہمانی اچھی ہے یا سینڈھ (زقوم) کا درخت؟ جسے ہم نے ستم گاروں کے لیے سخت سزا بنا رکھا ہے، جو درخت جہنم کی جڑ سے نکلتا ہے، جس کے خوشے شیطانوں کے سروں جیسے ہوتے ہیں، جہنمی اسی درخت کو کھائیں گے اور اسی سے پیٹ کو بوجھل کریں گے، پھر اس پر گرم جلتے پانی کی ملونی ہوگی، پھر ان سب کا جہنم کی آگ کے ڈھیر کی طرف لوٹنا ہوگا۔''

دیکھ لے یہ ہے تیری وہ سہیلی جو جنت میں جا چکی ہے، تجھے ملامت کر رہی ہے، تجھے ڈانٹ پلا رہی ہے، لیکن اس وقت یہ نصیحت تجھے کچھ بھی نفع مند نہ ہوگی۔

اہل دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا شخص:

کسی حال میں بھی یہ ممکن نہیں ہے کہ میں تیرے سامنے عذاب جہنم کی ایسی مکمل ترین کیفیت بیان کرسکوں کہ جس میں کسی طرح کی کمی بیشی نہ ہو، کیوں کہ اس آگ کی صحیح اور کامل کیفیت تو صرف اس کا خالق ہی جانتا ہے، یا پھر وہ جس نے اس کا مشاہدہ کیا ہوا ہے یعنی محمد کریم ﷺ لیکن تیرے لیے اتنا جان لینا اور معلوم کر لینا ہی کافی ہے کہ اہل دوزخ میں سے ہلکے ترین عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کے دونوں قدموں کے نیچے دو انگارے ہوں گے، جن سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا، تو اس کا معنی یہ ہوا کہ ان دو انگاروں کا عذاب،

جو اس کے دونوں پاؤں تلے رکھے گئے ہیں، پورے جسم کے لیے نیچے سے اوپر تک ہوگا۔
رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ يُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ)) [1]

"اہل دوزخ میں سے قیامت کے روز کم ترین عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کے دونوں تلووں کے نیچے دو انگارے ہوں گے، جس کے باعث اس کا دماغ کھولے گا۔"

قدموں کے نیچے کی یہ جگہ انتہائی نرم اور خراش کھانے یا چھلنے میں بہت جلد متاثر ہو جاتی ہے، یا اس کا معنی یہ ہے کہ اس مقام پر تکلیف انتہائی زیادہ اور سخت اذیت کا باعث ہوتی ہے۔
تو جو ان سے بڑھ کر اور سخت تر عذاب والے ہوں گے ان کا کیا حال ہوگا؟

جہنمیوں کا کھانا "غسلین":

جہنم میں اہل نار کا کھانا غسلین یعنی پیپ ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ۝ لَّا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ﴾
[الحاقۃ: ۳۶، ۳۷]

"اور سوائے پیپ کے اس کی کوئی غذا نہیں ہے، جسے گنہگاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴾ [المؤمنون: ۱۰۴]

---

[1] مسلم، کتاب الایمان، باب أھون أھل النار عذاباً: ۲۱۳۔

''اور وہ وہاں بدشکل بنے ہوئے ہوں گے۔''

اس آیت کی توضیح میں نبی ﷺ سے یہ الفاظ وارد ہیں:

''آگ اسے بھون دے گی، جس کے باعث اس کا بالائی ہونٹ سمٹ اور سکڑ کر اوپر اٹھ جائے گا حتیٰ کہ وسط سر تک پہنچ جائے گا اور اس کا نچلا ہونٹ ڈھیلا ہو کر اس کی ناف تک آ پہنچے گا[1] اور آگ کے شامیانوں کی چار دیواریں ہوں گی، ہر دیوار کی موٹائی چالیس برس کی مسافت کے برابر ہوگی اور اگر غِسلین کا ایک ڈول دنیا میں انڈیل دیا جائے تو ساری دنیا ہی متعفن اور بدبودار ہو جائے۔''[2]

جہنم کے مشروبات:

اہل جہنم کو پینے کے لیے حَمِیم (گرم کھولتا ہوا پانی)، صَدِید (کچ لہو، خون ملی پیپ) اور مُہل (تلچھٹ اور پگھلتا ہوا تانبا) دیا جائے گا، جس طرح کہ حدیث مبارکہ میں وارد ہے:

''کھولتا ہوا پانی ان کے سروں پر انڈیلا جائے گا تو وہ پانی ان کے جسموں میں داخل ہوتا جائے گا حتیٰ کہ ان کے پیٹ میں جا پہنچے گا، پھر جو کچھ پیٹ میں ہوگا اسے کھینچتے اور گھسیٹتے ہوئے ان کے قدموں سے ہوتے ہوئے آر پار ہو جائے گا اور یہی مفہوم ہے ''صَہر'' کا، پھر اس کا بدن ویسے ہی بنا دیا جائے گا جیسے کہ پہلے تھا۔''[3]

---

1. ترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة طعام أهل النار : ۲۵۸۷۔ أحمد : ۸۸/۳۔ضعیف ترمذی : ۲۵۸۷،
2. ترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة شراب أهل النار : ۲۵۸٤۔ ضعیف ترمذی : ۲۵۸٤۔
3. ترمذی، کتاب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة شراب اهل النار : ۲۵۸۲۔ ضعیف ترمذی : ۲۵۸۲۔

"صَھر" سے اشارہ ہے ان آیات مبارکہ کی جانب جو سورۃ الحج میں آئی ہیں:

﴿ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ○ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ﴾ [الحج : ۱۹، ۲۰]

"اور ان کے سروں پر سے سخت گرم پانی کا تریڑا بہایا جائے گا جس سے ان کے پیٹ کی سب چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی۔"

"صَدِید" کے متعلق اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان گرامی میں وضاحت ہے:

﴿ مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ○ يَّتَجَرَّعُهٗ وَ لَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ ﴾ [ابراهيم : ۱۶، ۱۷]

"اس کے سامنے دوزخ ہے جہاں وہ پیپ والا پانی پلایا جائے گا جسے بمشکل گھونٹ گھونٹ پیے گا، پھر بھی اسے گلے سے اتار نہ سکے گا۔"

یہ خون ملی پیپ والا پانی جب اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا، وہ اس سے کراہت کھائے گا اور جونہی اس کے چہرے کے نزدیک آئے گا تو اس کے چہرے کو اس درجہ گلا ڈالے گا کہ اس کے سر کی کھال بالوں سمیت اس میں گر پڑے گی، تو جب اسے پیے گا تو اس کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا اور بالآخر پیٹھ کے راستے سے باہر نکل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ سُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴾ [محمد : ۱۵]

"اور انھیں گرم کھولتا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔"

اور "مُھل" کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ

وَ سَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴾ [الکہف: ۲۹]

”اگر وہ فریاد رسی چاہیں گے تو ان کی فریاد رسی اس پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے جیسا ہوگا، جو چہرے بھون دے گا، بڑا ہی برا پانی ہے اور (دوزخ) بڑی بری آرام گاہ ہے۔“

مُھل کا معنی تیل کی تلچھٹ کا بھی ہے، جو دیکھنے میں انتہائی قبیح، بو میں انتہائی بدبودار اور ذائقے میں انتہائی بری ہوتی ہے۔

اللہ کی قسم! یہ لوگ اس آتش جہنم میں کبھی ٹھنڈا پانی ۔ چکھ سکیں گے اور نہ یہ لوگ کبھی کوئی لذیذ طعام چکھ سکیں گے۔

لہٰذا اے لوگو! ذرا رو لو! اگر تمھیں رونا نہیں آتا تو تکلف سے رونے کی کوشش کرو، کیوں کہ دوزخ والے اس قدر روئیں گے کہ آنسو بہتے بہتے ان کے چہروں پر کھالیاں اور نالیاں بن جائیں گی، حتیٰ کہ ان کے آنسو منقطع ہو جائیں گے، پھر ان کی جگہ خون بہنا شروع ہوگا، جو ان کی آنکھوں کو زخمی کرتے ہوئے باہر نکلے گا، اگر ان آنسوؤں اور بہنے والے خون میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ بھی ان میں بہنے لگیں۔

رسول مکرم ﷺ نے بالکل بجا فرمایا ہے:

((وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَآ أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا)) [1]

”اللہ کی قسم! اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں تو یقیناً تم بہت تھوڑا ہنسو اور بہت زیادہ رویا کرو۔“

---

[1] مسلم، کتاب الکسوف، باب صلاۃ الکسوف: ۹۰۱۔ ترمذی، کتاب الزھد، باب ما جاء فی قول النبی ﷺ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا: ۲۳۱۲۔

تو جس آدمی کا اللہ تعالیٰ سے خوف اور خشیت کے باعث رونا زیادہ ہو جائے گا تو وہ آخرت میں بہت زیادہ خوش ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کی بابت خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴾ [الطور: ٢٦]

''(اہل جنت کہیں گے کہ) اس سے پہلے ہم اپنے گھر والوں میں بہت ڈرا کرتے تھے (یعنی ہم ڈر ڈر کر، خوف کے مارے ہوئے اور رو رو کر رہا کرتے تھے)۔''

جبکہ اللہ تعالیٰ نے اہل دوزخ کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ○ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ○ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ﴾ [المؤمنون: ١٠٨ـ ١١٠]

''اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھٹکارے ہوئے یہیں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ میرے بندوں کی ایک جماعت تھی جو برابر یہی کہتی رہی: ''اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لا چکے ہیں، تو ہمیں بخش اور ہم پر رحم فرما، تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے'' لیکن تم ان کا مذاق ہی اڑاتے رہے یہاں تک کہ (اس عمل میں) ان کے پیچھے تم میری یاد بھلا بیٹھے اور تم ان سے مخول ہی کرتے رہے۔''

اور ایک مقام پر اس طرح فرمایا:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ○ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ○ وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴾

[المطففین: ۲۹۔۳۱]

’’گنہگار لوگ ایمان داروں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے اشاروں کنایوں سے ان کی تحقیر کیا کرتے تھے اور جب اپنوں کی طرف لوٹتے تو دل لگی کیا کرتے تھے۔‘‘

ستر ہزار لگامیں اور باگیں:

آتش جہنم کی قوت و طاقت کے پیش نظر قیامت کے روز ہم دیکھیں گے کہ جہنم کو ستر ہزار لگاموں سے کھینچ کر لایا جائے گا اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے تھامے ہوئے ہوں گے اور اسے کھینچ کر لا رہے ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں:

((يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا)) [1]

’’قیامت کے روز جہنم کو (اس حال میں) لایا جائے گا (کہ) اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر باگ کے ساتھ ستر ہزار ملائکہ ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔‘‘

یہ حدیث مبارک بیان کر رہی ہے کہ لفظ جہنم ساری آگ کے لیے ایک ’’اسم علم‘‘ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ’’یُؤْتٰی‘‘ جہنم کو لایا جائے گا یعنی اس مقام سے لایا جائے گا جہاں اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کرنے کے بعد رکھا ہوا ہے، اسے پورے میدان محشر کے گرد رکھا جائے گا حتیٰ کہ جنت کو جانے کے لیے بغیر پل صراط کے کوئی اور راستہ باقی نہیں رہے گا اور

---

[1] مسلم، کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمھا، باب جھنم أعاذنا اللہ منھا: ۲۸۴۲۔ ترمذی: ۲۵۷۳۔

''الزمام'' (لگام) اس رسی وغیرہ کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو مضبوطی اور سختی سے باندھا جائے اور اتنی زیادہ تعداد میں لگامیں اس لیے ہوں گی کہ وہ جہنم کو ارض محشر میں چڑھائی کرنے سے روکے ہوئے ہوں گی، صرف اس میں سے گردنیں بلند ہوں گی جو اس شخص کو پکڑ کر لے جائیں گی، جس کو پکڑنے کا اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا ہوگا۔

وہ دوزخ اس حال میں آئے گی کہ اس کے فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں گے، جن کی بابت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ وہ سخت دل اور مضبوط جسم والے ہوں گے یعنی ''غِلَاظٌ شِدَادٌ'' ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اقدس ہے:

﴿ عَلَيۡهَا تِسۡعَةَ عَشَرَ ﴾ [المدثر: ۳۰]
''اور اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔''

تو ان سے مراد ان کے رؤسا فرشتے ہیں جیسا کہ ابھی آگے بیان آرہا ہے اور رہے آگ کے دوسرے فرشتے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی موجود ہے:

﴿ وَمَا يَعۡلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ﴾ [المدثر: ۳۱]
''تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

جہنم کے داروغے:

اور اگر تو جہنم کے داروغوں کے بارے میں استفسار کرے گی تو سن لے کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ چند یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب (رضی اللہ عنہم) سے پوچھا:

''کیا تمھارا نبی جہنم کے داروغوں کی تعداد جانتا ہے؟'' انھوں نے جواباً کہا:

''جب تک ہم آپ سے پوچھ نہ لیں ہم کچھ نہیں بتا سکتے۔'' چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک آدمی حاضر ہوا اور کہنے لگا: ''یا محمد! (ﷺ) آج تو تیرے اصحاب مغلوب ہوگئے۔'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''کس وجہ سے مغلوب ہوگئے؟'' اس نے کہا: ''یہودیوں نے ان سے سوال کیا تھا کہ کیا تمھارا نبی جہنم کے داروغوں کی تعداد جانتا ہے؟'' آپ ﷺ نے پوچھا: ''تو انھوں نے کیا جواب دیا؟'' کہنے لگا: ''انھوں نے جواب دیا کہ ہم اپنے نبی اکرم ﷺ سے جب تک پوچھ نہ لیں کچھ نہیں بتا سکتے۔'' تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ قوم مغلوب نہیں ہوسکتی جن سے ایسے سوالات کیے جائیں جو وہ نہ جانتے ہوں اور وہ ان کے جواب میں کہیں کہ جب تک ہم اپنے نبی سے دریافت نہ کرلیں ہم کچھ نہیں بتا سکتے، جبکہ یہ لوگ خود ایسے ہیں کہ انھوں نے اپنے نبی (حضرت موسیٰ علیہ السلام) سے یہ سوال کیا تھا:

﴿ أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً ﴾ [النساء: ۱۵۳]

''ہمیں اللہ تعالیٰ کھلم کھلا دکھا دے۔''

ان دشمنان الٰہی کو میرے پاس لاؤ، میں ان سے جنت کی مٹی کی بابت استفسار کرتا ہوں اور وہ مٹی ملائم ہے۔'' تو جس وقت وہ آئے، انھوں نے پوچھا: ''اے ابو القاسم! جہنم کے داروغوں کی تعداد کتنی ہے؟'' تو آپ ﷺ نے (اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: ''اس طرح اور اس طرح۔'' ایک بار آپ نے دس بتایا اور دوسری بار نو۔ یہودی بولے: ''جی ہاں!'' پھر نبی اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا: ''جنت کی مٹی کیسی ہے؟'' راوی کہتا ہے سبھی خاموش ہوگئے، پھر کہنے لگے: ''ابو القاسم! خُبْزَةٌ (روٹی)۔'' تب نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"روئی ملائم مٹی سے۔"①

آتش جہنم آتش دنیا سے ستر گنا تیز ہوگی:

اگر تو آگ کے جلنے اور اس کے جلانے کی سطح اور درجہ حرارت کے بارے میں پوچھے تو یہ یاد رکھ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آگ کو ایک ہزار برس تک جلایا گیا حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی، پھر اسے ایک ہزار برس تک مزید بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی، پھر اسے مزید ایک ہزار برس تک بھڑکایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی، لہٰذا اب وہ انتہائی تاریک اور سیاہ ہے۔"②

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَارُكُمْ هٰذِهِ الَّتِيْ يُوْقِدُ ابْنُ آدَمَ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ))

"تمھاری یہ آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے یہ نار جہنم کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔"

صحابہ کرام بولے: "یا رسول اللہ! بلا شبہ یہی آگ کافی تھی۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بلا شبہ وہ آگ اس سے انہتر درجے زیادہ گرم ہے اور ہر حصے میں اتنی ہی گرمی ہے۔"③

---

① ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، سورة المدثر : ۳۳۲۷۔ ضیعف ترمذی : ۳۳۲۷ الضعیفة : ۳۳٤۸۔

② ترمذی، کتاب صفة جھنم، باب فی صفة النار أنھا سوداء مظلمة : ۲۵۹۱۔ ضعیف ترمذی : ۲۵۹۱۔ الضعیفة : ۱۳۰۵۔

③ بخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة النار و أنھا مخلوقة : ۳۲٦۵۔ مسلم، کتاب الجنة و صفة نعیمھا، باب جھنم أعاذنا اللہ منھا ۲۸٤۳۔ ترمذی : ۲۵۸۹۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((نَارُكُمْ هٰذِهِ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَّارِ جَهَنَّمَ وَ لَوْ لَا أَنَّهَا أُطْفِئَتْ بِالْمَآءِ مَرَّتَيْنِ مَا انْتَفَعْتُمْ بِهَا))①

''تمھاری یہ آگ آتش دوزخ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے، اگر اسے پانی سے دو مرتبہ بجھایا نہ گیا ہوتا تو کسی کو اس سے کچھ فائدہ نہ ملتا۔''

اس کے جلانے کی شدت یوں سمجھ لیں کہ دنیا کا خوشحال ترین بندہ اس آگ کے فقط ایک ہی غوطے سے سب نعمتیں بھول جائے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے روز اہل دنیا میں سب سے زیادہ آسائشوں اور نعمتوں والے دوزخی شخص کو لایا جائے گا، اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا: ''اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے کبھی کوئی خیر اور نعمت دیکھی؟ کیا تیرے قریب سے کبھی کسی نعمت کا گزر ہوا؟'' تو وہ جواب میں بولے گا: ''اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! بالکل نہیں۔'' پھر اہل دنیا میں سے سب سے زیادہ تنگیوں اور مصیبتوں والے جنتی شخص کو لایا جائے گا، اسے جنت میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا: ''کیا تو نے کبھی کوئی سختی دیکھی؟ کیا تیرے پاس سے کبھی کسی مصیبت کا گزر ہوا؟'' تو وہ کہے گا: ''اللہ کی قسم! اے میرے پروردگار! بالکل نہیں، میرے پاس سے کبھی کوئی سختی نہیں گزری اور نہ میں نے کبھی کوئی پریشانی ہی دیکھی ہے۔''②

---

① ابن ماجہ، کتاب الزهد، باب صفة النار: ٤٣١٨۔

② مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب صبغ أنعم أهل الدنيا في النار: ٢٨٠٧

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن کافروں میں سے اہل دنیا کے سب سے خوشحال آدمی کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''اسے آتش دوزخ میں ایک غوطہ دے کر لاؤ۔'' اسے ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر باہر نکالا جائے گا، بعدازاں اس سے پوچھا جائے گا: ''ارے فلاں! کیا کبھی تجھے کوئی نعمت ملی ہے؟'' وہ کہے گا: ''نہیں، مجھے کبھی کوئی نعمت نہیں ملی۔'' اور پھر مومنوں میں سے سخت ترین آزمائشوں اور پریشانیوں والے شخص کو لایا جائے گا، اس کے متعلق کہا جائے گا: ''اسے جنت کی فضا میں ایک غوطہ دے کر لاؤ۔'' اسے ایک غوطہ دے کر نکالا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا: ''ارے فلاں! کیا کبھی تجھے کوئی پریشانی یا مصیبت آئی؟'' تو وہ کہے گا: ''مجھے کبھی کوئی پریشانی نہیں آئی اور نہ کوئی مصیبت ہی آئی ہے۔''[1]

نبی اکرم ﷺ کے فرمان گرامی ''تمھاری یہ آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے، آتش دوزخ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے'' سے مراد یہ ہے کہ اگر یہ ساری کی ساری آگ جسے آدم کے بیٹے جلاتے ہیں، جمع کر لی جائے تو جہنم کے حصوں میں سے فقط ایک حصہ ہی بنے گی، اگر ساری دنیا کے ایندھن اکٹھے کر لیے جائیں پھر انھیں جلایا جائے حتیٰ کہ سب آگ ہی آگ بن جائے تو یہ نار جہنم کے اجزا میں سے صرف ایک جز ہی بنے گا جو ان ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہوگا، جو آگ دنیاوی آگ سے حرارت میں کہیں بڑھ کر ہوگی۔

عذاب کی شدت کا اس امر سے اندازہ لگا لیں کہ بذات خود آگ بھی شکوہ کر رہی ہوگی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ! أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَجَعَلَ

---

[1] ابن ماجه، كتاب الزهد، باب صفة النار: ٤٣٢١۔ مسند احمد: ٣/٢٥٣۔

لَهَا نَفَسَين، نَفَسٌ فِي الشِّتَاءِ، وَ نَفَسٌ فِي الصَّيْفِ، بِأَشَدِّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْبَرْدِ مِنْ زَمْهَرِيرِهَا وَ أَشَدِّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ مِنْ سُمُومِهَا)) ①

''آگ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی، اس نے کہا: ''اے میرے پروردگار! میرا بعض حصہ بعض حصے کو کھائے جا رہا ہے۔'' تب اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے دو سانس مقرر فرما دیے، ایک سانس موسم سرما میں اور ایک سانس موسم گرما میں، جو سردی کی شدت تم محسوس کرتے ہو یہ اس کے ٹھنڈے سانس (زمہریر) کے باعث ہے اور جو گرمی کی شدت تم پاتے ہو یہ اس کے گرم سانس (سموم) کی وجہ سے ہے۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہم نے ایک زوردار دھماکے کی آواز سنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

''کیا تم جانتے ہو یہ کیسی آواز ہے؟'' ہم عرض پرداز ہوئے: ''اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هٰذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِينَ خَرِيفًا فَهُوَ يَهْوِي فِي النَّارِ إِلَى الْآنَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَعْرِهَا)) ②

''یہ اس پتھر کی آواز ہے جسے آج سے ستر برس قبل آگ میں پھینکا گیا تھا، وہ اس وقت سے اب تک آگ میں نیچے ہی گرتا گیا حتیٰ کہ اب اس کے پیندے تک پہنچا ہے۔''

دوزخ کی زنجیریں:

اگر تو اس کی زنجیروں کی بابت سوال کرے تو سن لے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

---

① مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الابراد بالظهر ...... الخ : ٦١٧ ـ ترمذی، كتاب صفة الجهنم، باب ماجاء ان للنار نفسين ...... الخ : ٢٥٩٢ ـ

② مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها، باب جهنم أعاذنا الله منه : ٢٨٤٤ ـ

﴿ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴾ [الحج : ٢١]

”اور ان کی سزا کے لیے لوہے کے ہتھوڑے [illegible]“

دوسرے مقام پر ہے:

﴿ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ يُسْحَبُوْنَ ﴾

[المؤمن : ٧١]

”جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی اور وہ گھسیٹے جائیں گے۔“

سورۂ حاقہ میں ہے:

﴿ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴾

[الحاقة : ٣٢]

”[illegible] اسے ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز کی ہے، جکڑ دو۔“

[illegible] مزمل میں ہے:

﴿ [illegible] لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴾ [المزمل : ١٢]

”یقیناً ہمارے ہاں سخت بیڑیاں ہیں اور سلگتی ہوئی آگ ہے۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھوپڑی کے ایک بڑے پیالے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

[illegible] اس کے برابر پتھر کا ٹکڑا آسمان سے زمین کی طرف چھوڑ دیا جائے، حالانکہ [illegible] سو سال کی مسافت ہے تو وہ رات ہونے سے قبل ہی زمین تک پہنچ جائے [illegible] اس پتھر کو زنجیر کے ایک سرے سے چھوڑا جائے تو اس کے دوسرے [illegible] اس کی آخری جڑ یا اس کے پیندے تک پہنچنے کے لیے رات دن

چالیس برس تک وہ چلتا رہے گا۔"[1]

ہمیں بکار بن عبداللہ نے خبر دی ہے، انھوں نے ابن ابی ملیکہ کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"وہ زنجیر جس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا ﴾ [الحآقة : ۳۲] (جس کی پیمائش ستر گز کی ہے) اس زنجیر کا ایک حلقہ ساری دنیا کے تمام لوہے کے برابر ہے۔"[2]

میں نے سفیان سے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان گرامی: ﴿ فَاسْلُكُوْهُ ﴾ [الحآقة: ۳۲] (اسے جکڑ دو) کے متعلق سنا ہے، آپ نے فرمایا تھا: "ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ وہ زنجیر اس کی دبر (پیٹھ) میں داخل کر کے اس کے منہ سے نکالی جائے گی۔"[3]

اور ابن زید نے کہا: "یہ بات کہی جاتی ہے کہ اہل دوزخ پر قیامت کے روز کوئی لمحہ بھی نہیں گزرے گا مگر ہر لمحہ ان کے کسی ایک گروہ پر رحمت ایزدی برستی جائے گی اور وہ دوزخ سے نکلتے جائیں گے اور دوسری بات یہ کہی جاتی ہے کہ اہل جہنم کی بیڑیوں میں سے ایک حلقہ ہی اگر دنیا کے کسی بڑے سے بڑے پہاڑ پر پھینک دیا جائے تو اسے توڑ کر رکھ دے۔"

---

1. ترمذی، کتاب صفة جهنم، باب في بعد قعر جهنم : ۲۵۸۸۔ ضعیف ترمذی : ۲۵۸۸۔ مشکوٰة للالبانی: ۵۶۱۷۔ وقال شعیب الارناؤوط : اسناده حسن، مسند احمد: ۶۷۵۶۔
2. تفسیر ابن کثیر سورۂ حاقة : ۳۲۔
3. تفسیر ابن کثیر، سورة الحاقة : ۳۲۔

آگ کا ایندھن

اور اگر تو اس کے ایندھن اور اس کی دیا سلائی کی بابت سوال کرے تو سن لے کہ لوگ اور پتھر اس کا ایندھن ہوں گے، گویا ہم میں سے جو بھی اس میں داخل ہوگا وہ اس کی دیاسلائی کی تیلیوں میں سے ایک تیلی بن جائے گا، کس قدر سخت عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ﴾ [البقرة : ٢٤]
''جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔''

''وَقُود'' واؤ کی زبر سے فَعُول کے وزن پر ''ایندھن'' کے معنی میں ہے۔ اسی طرح ''اَلطَّھُوْر'' پانی کا نام ہے، ''اَلسَّحُوْر'' کھانے کا نام ہے اور ''فُعُوْل'' (فا کی پیش کے ساتھ) فعل کا اسم یعنی مصدر ہوتا ہے اور ''النّاس'' عام ہے، اس کا معنی ہوگا وہ سب لوگ جن کے متعلق دوزخ کا فیصلہ ہو جائے گا، وہ بالخصوص اس دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ (آمین!)

آگ کا ایندھن نوجوان، ادھیڑ عمر، بوڑھے اور بے پردہ عورتیں ہوں گی، جن کا واویلا اور بین بہت زیادہ ہوگا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پتھروں سے مراد بت ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے:

﴿ اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ﴾

[الانبیاء : ۹۸]

''بے شک جن جن کی اللہ کے سوا تم عبادت کرتے ہو، سب دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔''

حَصَب کا معنی حَطَب (ایندھن) ہی ہے اور ایندھن کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس سے آگ جلائی اور بھڑکائی جاتی ہے۔ معنی اول کی تفسیر میں یہ کہا جائے گا کہ لوگ اور پتھر آتش جہنم کا ایندھن بنیں گے اور تفسیر ثانی کے اعتبار سے یہ معنی ہوگا کہ لوگ آگ اور پتھروں سے عذاب دیے جائیں گے۔

حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے:

((كُلُّ مُؤْذٍ فِي النَّارِ)) [1]

''ہر اذیت پہنچانے والا آگ میں ہوگا۔''

اس کی تفسیر دو طرح سے کی جاتی ہے:

① جس نے بھی دنیا میں لوگوں کو اذیت پہنچائی ہوگی اسے اللہ تعالیٰ آخرت میں آگ کا عذاب دے گا۔

② دنیا میں لوگوں کو اذیت پہنچانے والے جتنے بھی درندے اور موذی حشرات الارض وغیرہ ہیں، یہ بھی دوزخیوں کو اذیت پہنچانے کے لیے وہاں موجود ہوں گے۔

اور بعض اہل علم اس موقف کے قائل ہیں کہ پتھروں سے مخصوص عذاب فقط کافروں ہی کو ہوگا۔ (واللہ اعلم)

[1] کنز العمال : ۳۹٤۸٤۔ تاریخ بغداد : ۲۹۹/۱۱۔ اس میں الاشج راوی ضعیف ہے۔

جہنم اور زیادہ کا مطالبہ کرے گی:

جہنم کبھی قناعت نہیں کرے گی بلکہ اس کی آواز کی سختی اور اس کی گرج کا دبدبہ مزید بڑھتا جائے گا، وہ ''اور زیادہ'' کا تقاضا کرتی جائے گی، وہ اس وقت تک کسی صورت بھی قناعت نہیں کرے گی جب تک کہ اللہ رب العزت اس میں اپنا قدم مبارک نہ رکھ دیں، جو چیز تیرے وہم و خیال اور دل و دماغ میں آرہی ہے اللہ تعالیٰ اس کے برعکس اور خلاف ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴾ [ق : ٣٠]

''وہ (دوزخ) جواب دے گی کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے؟''

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جہنم میں مسلسل دوزخیوں کو ڈالا جاتا رہے گا اور وہ کہتی جائے گی: ''هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ'' (کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے؟) حتیٰ کہ اللہ رب العزت اپنے قدم مبارک اس میں رکھیں گے، تب اس کا بعض حصہ بعض میں سکڑتا جائے گا تو وہ بولے گی: ''بس بس! تیری عزت کی قسم اور تیرے کرم و فضل کی قسم!'' اور جنت میں جگہ خالی بچ جائے گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے اور انھیں بچی ہوئی جگہ میں آباد کریں گے۔'' [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں اس طرح بھی آتا ہے:

''البتہ جو دوزخ ہے وہ نہیں بھرے گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم مبارک رکھیں گے، پھر وہ بول اٹھے گی: ''بس بس!'' تب وہ بھر جائے گی، اس کے بعض حصے باہم سکڑ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی خلقت میں سے کسی پر ظلم نہیں فرمائیں

[1] مسلم، كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون ...... الخ : ٢٨٤٨۔

گے، البتہ جنت کے لیے اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا فرما لیں گے۔‘‘[1]

قیامت کے روز سخت ترین عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جو دنیا میں لوگوں کو عذاب سے دوچار کرتے ہیں۔ ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ملک شام میں چند سامی النسل لوگوں کے پاس سے گزرے جنھیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا، آپ نے استفسار کیا:

’’ان کا کیا جرم ہے؟‘‘ وہ بولے: ’’انھیں جزیہ کی عدم ادائیگی کی بنا پر محبوس رکھا گیا ہے۔‘‘ تب ہشام رضی اللہ عنہ بولے: ’’میں شہادت دیتا ہوں کہ بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود سنا ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا))[2]

’’یقیناً اللہ عزوجل ان لوگوں کو عذاب دیں گے جو لوگوں کو دنیا میں عذاب دیتے ہیں۔‘‘

اور اہل دوزخ میں سب سے سخت اور زیادہ عذاب اس عالم دین کو ہوگا جس نے اپنے علم کے مطابق عمل نہ کیا ہوگا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

’’ایک آدمی کو لا کر واصل جہنم کیا جائے گا تو وہ اس میں اس طرح چکی پیسے گا جیسے گدھا پیستا ہے، دوزخی اس کے گرد جمع ہونے لگیں گے اور اسے کہیں گے: ’’ارے فلاں! کیا تو ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کیا کرتا تھا؟‘‘ وہ جواب دے گا: ’’میں تمھیں تو نیکی کا حکم دیا کرتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا اور

---

[1] مسلم، کتاب الجنة، باب النار يدخلها الجبارون ...... الخ: ۲۸٤٦۔

[2] مسلم، کتاب البر والصلة، باب الوعيد الشديد لمن عذب ...... الخ: ۲٦۱۳۔

میں تمھیں تو برائی سے روکا کرتا تھا لیکن خود وہی کام کیا کرتا تھا۔"[1]

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"روز قیامت ایک شخص کو لایا جائے گا اور جہنم رسید کر دیا جائے گا، اس کی انتڑیاں بڑی تیزی سے آگ میں باہر نکل آئیں گی، پھر وہ ان کے گرد یوں گھومے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے، دوزخی اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور اسے کہیں گے: "اے فلاں! تیری کیا حالت ہے؟ تجھے کیا وجہ بنی......؟ کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں کرتا تھا اور تو ہمیں برائی سے نہیں روکتا تھا؟" وہ بولے گا: "میں تمھیں تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود عمل نہیں کرتا تھا اور میں تمھیں تو نہی عن المنکر کرتا تھا لیکن خود وہی کام کرتا تھا۔"[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں شب اسرا میں ایسی قوم کے پاس آیا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے تراشے جا رہے تھے، جب کٹ جاتے تو پھر دوبارہ لوٹا دیے جاتے، میں نے دریافت کیا: "اے جبریل! یہ لوگ کون ہیں؟" وہ بولا: "یہ آپ کی امت کے وہ خطیب ہیں جو (دوسروں کو تو نیک بات) کہتے تھے لیکن (خود اس پر عمل) نہیں کرتے تھے، جو کتاب اللہ کو پڑھتے تو تھے مگر عمل نہیں کیا کرتے تھے۔"[3]

ابن المبارک رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے، کہتے ہیں ہمیں حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے خبر

---

1. بخاري، كتاب الفتن، باب الفتنة التي تموج تموج البحر: ٧٠٩٨۔
2. بخاري، كتاب بدء الخلق، باب صفة النار وأنها مخلوقة: ٣٢٦٧۔
3. الترغيب والترهيب: ٢٣٥/٣۔

دی ہے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں نے شب اسراء و معراج چند اشخاص کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے پوچھا: ''اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''خطباء، یعنی وہ لوگ جو لوگوں کو تو نیکی کا کہتے تھے لیکن اپنی جانوں کو بھول جاتے تھے حالانکہ وہ لوگ کتاب الٰہی کی آیات بھی تلاوت کیا کرتے تھے۔''①

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ میں تین آیات قرآنیہ کی وجہ سے بیان کرنے کو ناپسند رکھتا ہوں، ایک تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی:

① ﴿ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ﴾ [البقرة: ٤٤]

''کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہو؟ اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ باوجود یہ کہ تم کتاب پڑھتے ہو۔''

② ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴾ [الصف: ٢، ٣]

''اے مسلمانو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔''

③ ﴿ وَ مَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ ﴾ [هود: ٨٨]

---

❶ مسند احمد: ۳/۲۳۹، ۲۴۰۔

"میرا یہ ارادہ بالکل نہیں کہ تمھاری مخالفت کر کے خود اس چیز کی طرف جھک جاؤں جس سے تمھیں روک رہا ہوں۔"

سیدنا براءؓ کی حدیث میں کافر کی یہ بات موجود ہے کہ اے میرے پروردگار! قیامت کو قائم نہ کرنا، اے میرے پروردگار! قیامت قائم نہ فرمانا، اے میرے رب! قیامت کو قائم نہ کرنا۔ کیوں کہ وہ خیال کرتا ہے کہ آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ ہوگا جس میں اب وہ مبتلا ہے اور خطبا کے متعلق تو یہ بھی آتا ہے کہ ان کے مخصوص اعضا کو قبروں میں عذاب ہوگا، یہ ان کے علاوہ دوسروں کو نہیں ہوگا اور یہ فقط ان کے اس عظیم گناہ کے مرتکب ہونے کے باعث ہوگا جو ان کے قول وفعل کا تضاد تھا۔ اللہ تعالیٰ سے ہم اس سے پناہ مانگتے ہیں۔

آگ میں سب سے سخت ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو جبار اور متکبر ہوں گے، جس طرح کہ دوزخ نے کہا ہے:

((مَا لِيَ لَا يَدْخُلُنِيَ إِلَّا الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَكَبِّرُوْنَ)) [1]

"میری حیثیت کیا ہے کہ مجھ میں صرف جبار اور متکبر لوگ ہی داخل ہوں گے۔"

اور جس طرح کہ دوزخ نے یہ بھی کہا ہے:

"تین آدمیوں کو میرے سپرد کر دیا گیا ہے، تین اشخاص کو میرے حوالے کر دیا گیا ہے، تین طرح کے لوگوں کو میرے ذمے لگا دیا گیا ہے:۔

① جس نے اللہ کے ساتھ دوسرے کو معبود بنا لیا ہے وہ میرے سپرد کر دیا گیا ہے۔

② ہر جبار اور سرکش ضدی کو میرے حوالے کر دیا گیا ہے۔

---

[1] مسند احمد: ۲/۲۷۶۔

③ اور فوٹو گرافروں کو، تصویریں بنانے والوں کو میرے سپرد کر دیا گیا ہے۔''[1]

یعنی وہ لوگ جو تماثیل، مجسمے اور مجسم تصویریں بناتے ہیں اور جن کے ساتھ وہ تخلیق الٰہی سے مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

---

❶ مسند احمد: ۲/ ۳۳۶۔

عورتوں کے لیے آگ
کی کنجیاں
الف
آگ کی ایسی کنجیاں جو عورتوں کے درمیان عام ہیں
ب
آگ کی ایسی کنجیاں جو عورتوں اور مردوں
کے مابین مشترک ہیں
"جوان ہلاک کرنے والے امور میں جا پڑے گا، بلاشبہ
آگ اس کا انتظار کر رہی ہے اور روز قیامت
وہ اسے جھپٹ لے گی۔"

آگ کی ایسی کنجیاں جو عورتوں کے درمیان عام ہیں

شرک:

تمام گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہے، یہ ایسا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾

[النساء : ٤٨]

”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا گناہ جسے چاہے بخش دیتا ہے۔“

شرک سے مراد اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کرنا ہے یا عبادت کے کاموں میں سے کوئی کام غیر اللہ کے لیے اختیار کرنا، جیسے خشیت، خوف، انابت، پناہ لینا، فریاد رسی کرنا، مدد مانگنا، مدد کا تقاضا کرنا، قوت اور شفا کا سوال کرنا...... یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیر کی طرف ان میں سے کوئی کام پھیرنا۔

انہی امور میں سے غیر اللہ کے لیے نذر ماننا، غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا اور غیر اللہ کی قسم

کھانا، اس نیت اور مقصد سے کہ جس کے نام کی قسم کھا رہا ہے اس کی ایسی تعظیم مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہیے۔

عورتوں کا قبرستان جا کر مردوں سے فریاد کرنا، ان سے مدد طلب کرنا اور ان سے دعا کرنا کہ میرے مریض کو صحت یاب کر دے، میرے لخت جگر کو کامیاب کر دے، میرے کام کو آسان کر دے وغیرہ، یہ کام بھی شرک ہیں۔

جادو:

عورتوں کے لیے آگ کی چابیوں اور کنجیوں میں سے ایک ''جادو'' بھی ہے، یہ امور برابر برابر ہیں کہ خواہ جادو کا عمل بذات خود کیا جائے یا جادوگر کے پاس جایا جائے اور اس کی باتوں کی تصدیق کی جائے۔ جادوگر لازماً کفر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾

[البقرة : ۱۰۲]

''بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔''

جادوگر جیسے جیسے کفر میں بڑھتا جاتا ہے ویسے ویسے ہی شیطان کی اس کے ساتھ دوستی، اس کی فرمانبرداری اور اس کے کام کی انجام دہی بڑھتی جاتی ہے۔ ان میں سے کچھ تو دودھ سے وضو کرتے ہیں اور کچھ دین کو سب وشتم کرتے ہیں، کچھ رسول اللہ ﷺ اور انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتے ہیں، بلکہ ان میں سے کچھ تو اللہ رب العالمین سبحانہ وتعالیٰ کو دشنام دیتے ہیں اور ان میں سے کچھ حمام میں اس حال میں داخل ہوتے ہیں کہ حالت نجاست میں اپنے پاؤں میں قرآن پاک کے اوراق رکھتے ہیں اور ان میں سے کچھ غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرتے ہیں۔

شیطان ملعون کا انسان کو جادو کی تعلیم دینے کا فقط یہی ایک مقصد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ مَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَاۤ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ زَوْجِهٖ وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَ لَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [البقرة : ١٠٢]

''وہ دونوں کسی شخص کو اس وقت تک (جادو) نہیں سکھاتے تھے، جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں، تو کفر نہ کر، پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے وہ خاوند اور بیوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے ۔ یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انھیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے سیکھ لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کر رہے ہیں، کاش کہ وہ یہ جانتے ہوتے۔''

جادوگر کی سزا قتل ہے، کیوں کہ یہ کافر ہے یا کفر کے قریب ہے۔

بجالہ بن عبدہ نے کہا ہے:

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی موت سے ایک برس قبل ہمارے پاس آپ کا خط آیا کہ ہر جادوگر مرد اور عورت کو قتل کر دو۔''[1]

البتہ جو عورت کسی عراف (ستارے دیکھ کر لوگوں کے احوال بتانے والے)، جادوگر یا کسی نجومی، کاہن کے پاس آتی ہے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، اس نے ایسا چھوٹے

[1] مسند احمد: ۱/۱۹۱۔ ابو داود: ۳۰۴۳۔

درجے کا کفر کیا ہے جو اسے ملت اسلام سے باہر نہیں نکالتا بلکہ یہ ایک ایسا کبیرہ گناہ ہے جو کفر اکبر کے قریب تر ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَتٰى كَاهِنًا اَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَآ أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ)) ①

''جو کسی کاہن یا عراف کے پاس آئے پھر جو وہ کہتا ہے ان باتوں کی تصدیق کرے تو اس نے (حضرت) محمد ﷺ پر نازل شدہ دین سے کفر کیا۔''

اور جو عورت کسی عراف یا جادوگر کے پاس گئی اور اس کی تصدیق کی تو اس کی چالیس روز تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنْ أَتٰى عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا)) ②

''اور جو کوئی کسی عراف کے پاس آئے اور اس کی کہی ہوئی باتوں کی تصدیق کرے تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

ترک نماز:

کفر و شرک کے بعد اللہ علام الغیوب کے ہاں تمام گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ ''ترک نماز'' ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ مَا سَلَكَكُمْ فِىْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰى أَتٰنَا الْيَقِيْنُ ﴾ [المدثر: ٤٢-٤٧]

---

① مسند احمد: ٢/٤٢٩ـ ابوداود: ٣٩٠٤ـ ترمذی: ١٣٥ـ

② مسند احمد: ٤/٦٨ـ مسلم: ٢٢٣٠ـ

''اہل جنت دوزخیوں سے پوچھیں گے: ''تمھیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا؟''
وہ جواب دیں گے: ''ہم نمازی نہ تھے، نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہم بحث کرنے والوں کے ساتھ بحث مباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے اور جزا وسزا کے دن کو بھی ہم سچا نہیں جانتے تھے، یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی۔''

اور سورۂ مریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ [مريم: ٥٩]

''پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انھوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔''

اور اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴾

[الماعون: ٤، ٥]

''ان نمازیوں کے لیے افسوس اور ویل نامی جہنم ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔''

تو جب نماز کو اوقات مقررہ سے تاخیر سے ادا کرنے والے کا یا اس نمازی کا جو اس کے ارکان اور خشوع کو صحیح ادا نہیں کرتا، یہ حال ہے تو تارک نماز کا کیا حال ہوگا؟

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اَلْعَهْدُ الَّذِی بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)) [1]

---

[1] مسند احمد: ٥/٣٤٦۔ ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی ترک الصلوٰۃ: ٢٦٢١۔

''ہمارے اور ان کے درمیان عہد نماز ہے، جس نے اسے ترک کیا بلاشبہ اس نے کفر کیا۔''

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهُ)) ①

''جس کی نماز عصر فوت ہو جائے اس کے عمل ضائع ہو گئے۔''

نبی دو عالم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)) ②

''بندۂ (فرمانبردار) اور شرک کے درمیان ترک نماز کا فاصلہ ہے۔''

نبی کائنات ﷺ نے مزید فرمایا:

((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِءَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ)) ③

''جس نے دانستہ نماز چھوڑی تو یقیناً اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ ختم ہو گیا۔''

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''خبردار! جس نے نماز ضائع کر دی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔''④

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اور ایوب السختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

---

① ابن ابی شیبة، کتاب الصلاة، باب فی التفریط فی الصلاة : ۳٤٤۹۔ بخاری : ۵۵۳۔

② مسلم، کتاب الایمان، باب بیان طلاق اسم الکفر علی من ترك الصلوٰة : ۸۲۔ ترمذی : ۲٦۱۹۔ ابو داوٗد : ٤٦۷۸۔

③ مسند احمد : ۲۳۸/۵۔ابن ماجه : ٤۰۳٤۔ أدب المفرد :۱۸۔ یہ حدیث اپنے شواھد کے ساتھ صحیح ہے۔

④ صحیح۔ تعظیم قدر الصلاة لابن نصر : ۹۲۵۔

”جس نے نماز ترک کر دی اس نے بلاشبہ کفر کیا۔“ ①

الجریری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن شقیق سے روایت کی ہے، اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ)) ②

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نماز کے علاوہ کسی عمل کو چھوڑنا کفر خیال نہ کرتے تھے۔“

• ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا ہے:

”شرک کے بعد اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے کہ نماز کو چھوڑ دیا جائے حتیٰ کہ اس کا وقت گزر جائے اور کسی مومن کو ناحق قتل کر دیا جائے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَ أَنْجَحَ، وَ إِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَ خَسِرَ)) ③

”بلاشبہ قیامت کے روز بندے سے اس کے اعمال میں سے جس عمل کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے، پس اگر نماز درست ہوئی تو بلاشبہ وہ کامیاب و کامران ہو جائے گا اور اگر وہ خراب نکلی تو یقیناً وہ خائب و خاسر ہو جائے گا۔“

---

① صحیح۔ تعظیم قدر الصلاة لابن نصر : ۹۷۸۔

② مستدرك حاكم : ۱/۷۔ ترمذی، كتاب الايمان، باب ماجاء فی ترك الصلوٰة : ۲۶۲۲۔

③ ترمذی، كتاب الصلوٰة، باب ما جاء أن أول ما يحاسب ...... الخ : ۴۱۳۔ نسائی : ۴۶۶۔

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی يَشْهَدُوا أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَآءَهُمْ وَ أَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)) ①

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتا رہوں حتیٰ کہ وہ اس بات کی شہادت دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے (آخری) رسول ہیں اور وہ نماز قائم کر لیں اور زکوٰۃ دینے لگ جائیں۔ جب وہ یہ کام کرنے لگ جائیں تو انھوں نے مجھ سے اپنے خون اور اپنے اموال محفوظ کر لیے مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اور معاملہ اللہ کے ذمہ ہوگا۔''

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے کہا: ''یا رسول اللہ! اللہ کا ڈر اختیار کریں۔'' تب آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ أَتَّقِيَ اللّٰهَ ؟))

''تیری بربادی ہو، کیا میں پوری زمین کی مخلوقات میں سے اس بات کا سب سے زیادہ حق دار نہیں ہوں کہ میں اللہ سے ڈروں؟''

تب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بولے: ''یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا میں اس کی گردن نہ مار دوں؟'' تو رسول مکرم ﷺ نے فوراً فرمایا:

---

① بخاری، کتاب الایمان، باب "فإن تابوا وأقاموا الصلوٰة ......" الخ : ۲۵۔ مسلم، کتاب الایمان، باب الأمر بقتال الناس ...... الخ : ۲۰۔

((لَا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي)) [1]

"نہیں، شاید کہ یہ نماز پڑھتا ہو۔"

مسند احمد میں ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَى الصَّلَاةِ لَمْ يَكُنْ لَّهُ نُورٌ وَّ لَا بُرْهَانٌ وَّ لَا نَجَاةٌ، وَ كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُونَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ أُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ)) [2]

"جس نے نماز کی حفاظت نہ کی، اس کے لیے نہ تو نور ہوگا اور نہ کوئی برہان ہوگی اور نہ اس کی نجات ہوگی اور قیامت کے دن وہ قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔"

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہنے لگی:

"اے اللہ کے رسول! میں نے ایک عظیم گناہ کا ارتکاب کر لیا ہے اور میں نے اس گناہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ بھی کر لی ہے، آپ بھی میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ میرا گناہ بخش دے اور میری توبہ قبول فرمالے۔" سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا: "تیرا گناہ کیا تھا؟" وہ بولی: "اے اللہ کے نبی! میں نے بدکاری کی تھی اور میں نے ایک بچے کو جنم دیا تھا جسے بعد ازاں میں نے قتل کر دیا تھا۔" تب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا: "اے بدکار! یہاں سے فوراً نکل جا، کہیں تیری نحوست سے آسمان سے آگ نہ اتر آئے جو ہمیں بھی جلا

---

1. مسلم، کتاب الزکاۃ، باب ذکر الخوارج و صفاتھم: ۱۰۶۴۔
2. مسند احمد: ۲/ ۱۶۹۔ سنن دارمی: ۲/ ۳۰۱، ۳۰۲۔

دے۔'' چنانچہ وہ عورت بڑے شکستہ دل کے ساتھ آپ کے ہاں سے چلی آئی پھر سیدنا جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی: ''اے موسیٰ! رب تعالیٰ آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اس توبہ کرنے والی کو کیوں لوٹا دیا ہے؟ کیا آپ نے کوئی اس سے زیادہ گناہ گار نہیں دیکھا؟'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: ''اے جبریل! اس سے زیادہ گناہ گار کون ہے؟'' بولے: ''جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والا۔''

بعض اسلاف سے یہ حکایت بھی مروی ہے کہ ایک شخص اپنی فوت شدہ بہن کے پاس آیا، اسے دفناتے ہوئے اس کا روپوں والا بٹوا قبر میں گر گیا، دفناتے ہوئے کسی کو علم نہ ہوا، جب سب لوگ دفنانے سے فارغ ہو کر واپس پلٹ آئے، تو اسے یاد آیا، وہ اپنی بہن کی قبر پر گیا، لوگوں کی عدم موجودگی میں اس نے قبر کھودی، تو دیکھا کہ قبر تو اس پر آگ بھڑکائے ہوئے ہے، اس نے فوراً مٹی ڈالنا شروع کر دی، غمزدہ روتے ہوئے اپنی ماں کے پاس آیا، بولا: ''اے میری ماں! مجھے میری بہن کے متعلق ذرا بتاؤ، وہ کیا کام کیا کرتی تھی؟'' ماں نے کہا: ''اس کے متعلق تیرے اس سوال کی وجہ کیا ہے؟'' بولا: ''اماں جان! میں نے اس کی قبر کو دیکھا ہے جو اس پر آگ بھڑکا رہی ہے۔'' وہ کہتا ہے وہ بھی رونے لگی اور بولی: ''بیٹا! تیری بہن نماز میں سستی کیا کرتی تھی اور اسے وقت کے بعد ادا کرتی تھی۔''

یہ حال تو اس شخص کا ہے جو نماز بے وقت پڑھتا ہے، اس کا کیا حال ہوگا جو نماز کے قریب ہی نہیں آتا؟ ہم اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ وہ ہماری نمازوں کو مقررہ اوقات پر پڑھنے اور ان کی محافظت کرنے پر مدد فرمائے، بلاشبہ وہ سخی اور کریم ہے۔[1]

یہ تھا حال اس عورت کا جو نمازیں تو پڑھتی تھی مگر بے وقت، تو اس خاتون کا کیا بنے گا

---

[1] الکبائر: ۲۵، ۲۶۔

جو جمعہ، عیدین اور ماہ رمضان کی نمازوں کے سوا بقیہ نمازیں پڑھتی ہی نہیں؟ اور وہ جو تمام نمازیں چھوڑنے والی ہے اس کا کیا حشر ہوگا؟

جبکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يَّشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ إِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) [1]

''کوئی بندہ بھی ایسا نہ ہوگا جو اس بات کی شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے اور حضرت محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں مگر اللہ تعالیٰ اسے آتش دوزخ پر حرام قرار دے دیتا ہے۔''

نماز کو تاخیر سے پڑھنے والا کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے اور کسی ایک فرض نماز کو بالکل ترک کرنے والا بالکل ویسے ہی ہے جیسے اس نے زنا کیا اور چوری کر لی کیوں کہ کسی فرض نماز کو ترک کرنا یا اسے بے وقت پڑھنا کبیرہ گناہ ہے، اگر وہ یہ جرم بار بار کرے گا تو وہ اہل کبائر میں سے ہوگا الا یہ کہ وہ توبہ کرے۔ نماز کو ترک کرنے والا لازماً گھاٹا پانے والوں، بدبختوں اور مجرموں میں سے ہوگا، جبکہ نماز کا منکر اور انکاری تو ایسا کافر ہے جو دائرۂ اسلام ہی سے خارج ہے۔

زیورات کی زکوٰۃ نہ دینا:

عمومی مال کی زکوٰۃ نہ دینا اور غیر مستعمل زیورات کی زکوٰۃ نہ دینا [2] کبیرہ گناہوں میں

---

1. مسلم، كتاب الايمان، باب الدليل على أن من مات ..... الخ: ۳۲۔
2. البتہ زیر استعمال زیورات کے متعلق یہ امر محتاط ہے کہ جب ان کا وزن (۸۵) گرام تک پہنچ تو ان کی زکوٰۃ ادا کی جائے، جمہور ائمہ کے برخلاف امام ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے۔

سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴾ [التوبة: ٣٤، ٣٥]

''اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انھیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجیے، جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی، (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا رکھا تھا، پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔''

رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان گرامی منقول ہے:

''کوئی بھی سونے اور چاندی کا مالک ایسا نہیں ہے جو اس کا حق ادا نہیں کرتا مگر قیامت کے روز یہی جمع شدہ سونا چاندی اس کے لیے بڑے بڑے تھال بنا دیا جائے گا، انھیں آتش دوزخ میں گرمایا جائے گا، پھر ان سے اس کی پیشانی، اس کے دونوں پہلوؤں اور اس کی پشت کو داغا جائے گا، تو جونہی وہ ٹھنڈے ہوں گے انھیں دوبارہ آگ میں لوٹا کر گرم کر لیا جائے گا۔ یہ اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہوگی۔ یہ عذاب اور سزا کا سلسلہ جاری رہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرما دے اور وہ دائمی جنت یا دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے۔'' عرض کیا گیا: ''یا رسول اللہ (ﷺ)! اونٹوں کے متعلق کیا ہوگا؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اور نہ کوئی اونٹوں کا مالک ایسا ہوگا جو ان کا حق زکوۃ

ادا نہیں کرتا مگر قیامت کے دن یہ اونٹ اس کے لیے صاف چٹیل میدان میں پھیلا دیے جائیں گے، جو دنیاوی قد وقامت سے کہیں عظیم تر ہوں گے، وہ اپنے کسی اونٹ کے بچے کو بھی گم نہ پائے گا، وہ سب کے سب اسے اپنے قدموں سے روندیں گے اور اپنے مونہوں سے کاٹیں گے۔ جونہی اس کے پہلے اونٹ گزر جائیں گے تو اس کے آخری اونٹوں کو پھر لوٹا دیا جائے گا اور یہ سارا معاملہ اس دن میں ہوگا جس کا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے مابین فیصلہ کر دے اور وہ آدمی جنت کی طرف یا دوزخ کی جانب اپنی راہ دیکھ لے۔'' عرض کی گئی: ''یا رسول اللہ (ﷺ)! گائے اور بکری کے متعلق کیا بنے گا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور جو کوئی گائیوں اور بکریوں والا ہوگا، جو ان کا حق ادا نہیں کرتا، روز قیامت وہ سبھی ایک کھلے میدان میں ہوں گے، ان میں کوئی ٹیڑھے سینگوں والی، کوئی بغیر سینگوں والی اور کوئی ٹوٹے ہوئے سینگوں والی ایسی نہ ہوگی جو اسے اپنے سینگوں سے مار نہ رہی ہو اور اسے اپنے کھروں سے روند نہ رہی ہو، جب ان کے اول گزر جائیں گے تو ان کے آخری کو پھر واپس کر دیا جائے گا۔ یہ سارا حال اس دن ہوگا جس دن کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلے فرما دے گا اور وہ آدمی جنت یا دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔''[1]

زکوۃ ادا نہ کرنے والا آتش قبر میں:

محمد بن یوسف الفریابی نے کہا ہے:

''میں اور میرے چند ساتھی سنان (رحمہ اللہ) کی زیارت اور ملاقات کے لیے نکلے،

[1] مسلم، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ: ۹۸۷۔

جب ہم اس کے ہاں پہنچ گئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے تو وہ بولا: ''چلو بھئی ہمارے ہمسائے کا بھائی فوت ہوگیا ہے، اس کے پاس چلتے ہیں اور تعزیت کر آتے ہیں۔'' چنانچہ ہم اس کے ہمراہ ہولیے، اس آدمی کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ زاروقطار روئے جارہا ہے اور اپنے بھائی پر جزع فزع کر رہا ہے۔ ہم اس کے پاس بیٹھ گئے، سنان نے کہا: ''موت سے تو کوئی چھٹکارا نہیں ہے؟'' وہ بولا: ''بالکل درست، لیکن میرا زاروقطار رونا اپنے بھائی کے اس صبح و شام ہونے والے عذاب پر ہے۔'' ہم نے اس سے عرض کی: ''کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیب کی اطلاع کر دی ہے؟'' وہ بولا: ''نہیں، بلکہ واقعہ یوں ہے کہ جب میں اپنے بھائی کو دفن کر چکا اور اس پر مٹی برابر کر چکا تو لوگ تو پلٹ آئے جبکہ میں اس کی قبر کے قریب بیٹھ گیا تو یکایک اس کی قبر سے آواز آنے لگی ''افسوس! وہ سب مجھے اکیلا چھوڑ گئے ہیں اور میں تنہا ہی عذاب جھیل رہا ہوں، میں تو نمازیں بھی پڑھا کرتا تھا اور بلاشبہ میں روزے بھی رکھا کرتا تھا۔''

وہ کہنے لگا: ''اس کی گفتگو نے مجھے رلا دیا تو میں نے اس کی قبر سے مٹی کو ہٹایا تاکہ اس کا حال دیکھ سکوں، کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی قبر میں آگ جل رہی ہے اور اس کی گردن میں آگ کا ایک طوق ہے۔ مجھے بھائی پر شفقت آئی، اس نے مجھے مجبور کر دیا، میں نے اپنے ہاتھ کو بڑھایا تاکہ اس کی گردن سے طوق اتار دوں تو اس سے میرا ہاتھ اور میری انگلیاں جل گئیں۔'' پھر اس نے اپنا وہ ہاتھ ہمارے لیے باہر نکالا تو وہ جلا ہوا کالا سیاہ تھا۔

وہ بولا: ''پھر میں نے اس پر مٹی ڈال دی اور پلٹ آیا، تو اب میں اس کے حال پر کیوں نہ روؤں اور اس پر غم کیوں نہ کھاؤں؟'' ہم نے دریافت کیا: ''آپ کا

بھائی دنیا میں کیا کام کیا کرتا تھا؟'' اس نے بتایا: ''وہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا۔'' تب ہم نے کہا: ''یہ تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی کی بالکل تصدیق ہے:

﴿ وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾

[آل عمران : ۱۸۰]

''جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے، وہ اس میں کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لیے نہایت بد تر ہے، عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔''

مردوں سے مشابہت:

بڑے بڑے گناہوں میں سے عورت کا لباس زیب تن کرنے میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنا بھی ہے، جیسے کہ پتلون پہننا، گفتگو میں مردوں کا انداز اختیار کرنا، مردوں کی سی چال ڈھال اپنانا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ ﴾ [الشوریٰ : ۳۷]

''اور وہ لوگ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، کہتے ہیں:

((لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ

مِنَ النِّسَآءِ)) ①

''رسول اکرم ﷺ نے مخنث (ہیجڑے) ② بننے والے مردوں پر اور مرد بننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

نبی کریم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَآءِ)) ③

''رسول اللہ ﷺ نے عورتوں میں سے مرد بننے والیوں پر لعنت کی ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَ الْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ)) ④

''رسول اکرم ﷺ نے ایسے مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کا سا لباس پہنتا ہے اور ایسی عورت پر بھی جو مرد کا سا لباس پہنتی ہے۔''

نبی برحق ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

''اہل دوزخ کی دو جماعتیں ایسی ہیں جنھیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا: ایک وہ قوم ہوگی جن کے پاس گائیوں کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے، وہ ان سے لوگوں کو ماریں گے اور (دوسری جماعت) ان عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوئے بھی عریاں ہی ہوں گی، خود مائل ہونے والیاں اور دوسروں کو اپنی طرف

---

❶ بخاری، كتاب اللباس، باب إخراج المتشبهين بالنساء من البيوت: ٥٨٨٦۔

❷ مخنث ایسے مرد کو کہا جاتا ہے جو لباس، چال ڈھال وغیرہ میں عورتوں سے مشابہت اختیار کرتا ہے۔

❸ ابو داود، كتاب اللباس، باب في لباس النساء: ٤٠٩٩۔

❹ مسند احمد: ٣٢٥/٢۔ ابو داود، كتاب اللباس، باب في لباس النساء: ٤٠٩٨۔

مائل کرنے والیاں، ان کے سر جیسے بختی اونٹنیوں کی کوہانیں ہوں، یہ جنت میں داخل ہو سکیں گی اور نہ اس کی خوشبو ہی پا سکیں گی اور بلا شبہ اس کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے اور دوری سے پائی جا رہی ہو گی۔"[1]

اور وہ افعال و امور جن کی بنا پر عورت لعنتی قرار پاتی ہے، ان میں سے اظہار زینت اور نقاب کے نیچے سے زیورات اور موتیوں کو ظاہر کرنا بھی ہے اور عنبر اور کستوری وغیرہ کی خوشبو اور دیگر ایسی ہی رسوائی والی اشیا کا استعمال کرنا بھی ہے۔

بے پردگی:

بے پردگی بھی ان آگ کی کنجیوں میں سے ایک ہے جس کے باعث عذاب الیم اور ذلت عظیم واجب ہو جاتی ہے۔ افسوس صد افسوس! آج کل بے پردگی کتنی عام ہو چکی ہے اور اس کی مختلف صورتیں کس قدر زیادہ ہو چکی ہیں، جیسے پتلون پہننا، بالوں کی نمائش کرنا، ہاتھوں، ٹانگوں یا گھٹنوں اور رانوں کو ننگا کرنا وغیرہ۔

بے پردگی اور اس کے نقصانات:

بے پردگی کو عربی میں "التَّبَرُّج" کہتے ہیں، اس کا لغوی معنی ہے عورت کا اپنی زینت کو نمایاں کرنا، اپنے چہرے اور گردن کے محاسن کو غیر مردوں کے سامنے ظاہر کرنا اور ہر وہ عمل جس سے یہ ان کے جذبات کو بھڑکائے خواہ یہ ناز و نخرے کی چال ہی کیوں نہ ہو، تبرج میں داخل ہے۔[2]

---

[1] مسلم، كتاب اللباس، باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات ۲۱۲۸۔

[2] لسان العرب: ۳/۳۳۔ القاموس المحيط: ۱/۱۸۷۔

اس کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ ایسی چیز کو ظاہر کرنا ہے جس کا ظاہر کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ کہا جاتا ہے:

" هُوَ اِظْهَارُ الزِّيْنَةِ أَوْ إِبْرَازُ الْمَرْأَةِ لِمَحَاسِنِهَا "

''یہ زینت کا اظہار یا عورت کا اپنے محاسن کو نمایاں کرنا ہے۔''

اور یوں بھی کہا گیا ہے:

" هُوَ التَّبَخْتُرُ وَ التَّكَسُّرُ فِي الْمِشْيَةِ "

''اس سے مراد چال میں ناز ونخرہ اختیار کرنا ہے۔''[1]

اور یوں بھی کہا گیا ہے:

''ایسا زینت کا عمل یا عورت کا اس ذہن سے حصول زیبائش کرنا کہ وہ غیر مردوں کی نگاہوں میں حسین نظر آئے حتیٰ کہ وہ حجاب اور پردہ بھی جس سے عورت اپنے آپ کو ڈھانپتی ہے، اگر وہ شوخ رنگ کا اور جاذب نظر ہوتا کہ دیکھنے والوں کی آنکھوں کو لذت وفرحت ملے، تو یہ بھی زمانہ جاہلیت کی بے پردگی میں سے ہے۔''[2]

ذیل میں ہم بے پردگی کے دین و دنیا کے حوالے سے چند نقصانات اور بعض خامیاں اور خرابیاں تفصیل سے عرض کرتے ہیں:۔

① بے پردگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی:

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا وہ صرف اپنے آپ ہی کا نقصان کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کچھ بھی گزند نہ پہنچا سکے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ تفسیر الطبری: ۲۲/ ٤۔

❷ پردہ، مولانا مودودی رحمہ اللہ: ص ۳۲۔

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى))
''میری ساری کی ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے خود انکار کیا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کون انکار کرے گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَ مَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبٰى)) [1]
''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی (گویا) اس نے انکار کیا۔''

یہ بات بخوبی جان لیں ...... اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ...... کہ ہر وہ آیت مبارکہ یا وہ حدیث نبوی جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی سے ڈانٹنے پر مشتمل ہے، وہ اس قابل ہے کہ اس سے یہاں استدلال کیا جائے لیکن ہم یہاں فقط اختصار کے پیش نظر وہ دلائل پیش خدمت کر رہے ہیں جن میں خصوصاً بے پردگی والی نافرمانی سے روکا گیا ہے۔ ان میں سے ایک وہ ہے جسے ابو حریز مولیٰ امیر المومنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، راوی کہتا ہے:

''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حمص میں لوگوں سے خطاب فرمایا تو آپ نے دوران خطبہ ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اشیاء کو حرام قرار دیا ہے، میں تمھیں وہ سب پہنچائے دیتا ہوں اور تمھیں ان کاموں سے روک بھی رہا ہوں، وہ یہ ہیں: نوحہ خوانی، شعر خوانی، تصاویر، بے پردگی، درندوں کی کھالیں، سونا اور ریشم۔'' [2]

---

1. بخاري، كتاب الاعتصام، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ: ۷۲۸۰۔
2. مسند احمد: ۴/۱۰۱۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس خصلتوں کو ناپسند فرماتے تھے، ان میں سے ایک بلا موقع ومحل اظہار زینت بھی ہے۔ [1]

امام سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اظہار زینت'' کا معنی یہ ہے کہ عورت غیر محرم مردوں کے سامنے اپنی زیبائش و زینت کا اظہار کرے، یہ مذموم فعل ہے، البتہ رہا معاملہ خاوند کے لیے زینت کا تو یہ ممدوح ہے اور ''بلا موقع ومحل'' کا یہی معنی ہے۔'' [2]

② بے پردگی مہلک اور کبیرہ گناہ:

سیدہ امیمہ بنت رفیقہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اسلام کی بیعت کے لیے حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُبَايِعُكِ عَلٰى أَنْ لَّا تُشْرِكِيْ بِاللّٰهِ، وَ لَا تَسْرِقِيْ وَ لَا تَزْنِيْ، وَ لَا تَقْتُلِيْ وَلَدَكِ وَ لَا تَأْتِيْ بِبُهْتَانٍ تَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ يَدَيْكِ وَ رِجْلَيْكِ، وَ لَا تَنُوْحِيْ، وَ لَا تَبَرَّجِيْ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى)) [3]

''میں تجھ سے ان باتوں پر بیعت لیتا ہوں کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی، چوری نہ کرے گی، زنا نہ کرے گی، اپنے بچوں کو قتل نہ کرے گی، کسی پر کوئی بہتان نہ تراشے گی، نوحہ نہ کرے گی اور تو پہلی جاہلیت کی بے پردگی کی طرح بے پردہ نہ پھرے گی۔''

---

1. نسائی، کتاب الزینة، باب الخضاب بالصفرة: ٥٠٩١۔
2. السندی نے اپنے حاشیہ میں اسے ذکر کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں سنن النسائی: ٨/١٤١، ١٤٢۔
3. مسند احمد: ٢/١٩٦۔ مجمع الزوائد: ٦/٣٧۔

غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کس طرح زمانۂ جاہلیت کی بے پردگی کو مہلک، خطرناک اور کبیرہ گناہوں کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے۔

③ بے پردگی اہل دوزخ کی خصلت:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اہل دوزخ کے دو گروہ ایسے ہیں جنھیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا: ایک ایسی قوم جن کے پاس گائیوں کی دموں جیسے کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسری عورتوں کی ایسی جماعت جو کپڑے پہنے ہوئے بھی عریاں ہوگی، وہ لوگوں کی طرف مائل ہونے والیاں اور لوگوں کو اپنی جانب مائل کرنے والیاں ہوں گی، ان کے سربختی اونٹنیوں کی جھکی ہوئی کوہانوں کی مثل ہوں گے، یہ جنت میں داخل نہ ہوسکیں گی بلکہ اس کی خوشبو تک نہ پاسکیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے سے پائی جاسکے گی۔''[1]

حضرت عمارہ بن خزیمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر حج یا عمرہ میں تھے کہ ہم نے اچانک نئے کپڑوں میں ملبوس ایک عورت کو دیکھا جس نے انگوٹھیاں بھی پہن رکھی تھیں اور اس نے اپنے ہودج پر اپنا ہاتھ پھیلا رکھا تھا۔ تب

---

[1] مسلم، کتاب الجنة، باب النار یدخلها الجبارون ...... الخ : قبل الحدیث : ۲۸۵۷۔

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

''کَاسِیَاتٌ'' (کپڑے پہننے والیاں) اس کا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں استعمال کرنے والیاں اور ''عَارِیَاتٌ'' کا دوسرا مفہوم یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے کچھ بدن کو تو کپڑوں سے ڈھانپنے والیاں ہوں گی اور کچھ کو اظہار حسن و جمال اور بعض اغراض سے ننگا رکھنے والیاں ہوں گی۔ ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایسے باریک کپڑے زیب تن کرنے والیاں ہوں گی جو ان کے بدن کی رنگت کو بھی ظاہر کرتے ہوں گے، یہی معنی پسندیدہ ہے۔ اور ''مَائِلَاتٌ'' کے ضمن میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنے بالوں کو شاخ دار لٹوں میں رکھنے والیاں ہوں گی ⇐

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دائیں بائیں دیکھو، کیا تم کچھ دیکھ رہے ہو؟'' ہم عرض گزار ہوئے: ''ہم کوے دیکھ رہے ہیں جن میں چند اعصم [1] کوے ہیں جن کی چونچیں اور پاؤں سرخ ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَنْ كَانَ مِنْهُنَّ مِثْلُ هٰذَا الْغُرَابِ فِي

اور کنگھی کرنے کا یہ انداز بدکار عورتوں کا ہے اور ''مُمِيْلَاتٌ'' اس طرز سے دوسری عورتوں کی کنگھی کرنے والیاں ہوں گی۔ اپنے سروں کو بختی اونٹنیوں کی کوہانوں کی مانند بنانے کا معنی یہ ہے کہ اپنے سر کے بالوں کو اوپر باندھ کر رکھنے والیاں ہوں گی کسی کپڑے، عمامے یا دیگر کسی ذریعے سے۔ (واللہ اعلم) (المجموع شرح المهذب : ٤/٣٠٧۔ القسم لأول : ص ١٧١۔

[1] اعصم (کووں کی ایک نسل) یہ سفید پروں والے ہوتے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سفید پاؤں والے ہوتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والے ہوتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے ''النهاية في غريب الحديث والاثر (٣/٢٤٩)'' اور اس حدیث مبارکہ میں اس امر کا کنایہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے والی عورتیں قلیل تعداد میں ہوں گی کیوں کہ کووں میں یہ نسل بالکل قلیل ہوتی ہے۔ سورج گرہن والے خطبے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((رَأَيْتُ النَّارَ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَآءَ)) (مسلم : ٩٠٧)

''میں نے آگ دیکھی ہے اور میں نے اس کے باسیوں میں سے عورتوں کی اکثریت دیکھی ہے۔''

اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی اس حدیث مبارکہ میں بھی اس کی ایک نظیر و مثال موجود ہے۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ((وَ قُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ، فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ)) (بخاری: ٦٥٤٧۔ مسلم : ٢٧٣٦) ''اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والوں کی عمومی تعداد عورتوں کی تھی۔''

اور صحیح مسلم میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی اس حدیث مبارکہ میں بھی ایک مثال موجود ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بایں الفاظ روایت کرتے ہیں: ((إِنَّ أَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَآءُ)) (مسلم : ٢٧٣٨)

''بلا شبہ جنت کے باسیوں میں عورتوں کی تعداد قلیل ہوگی۔''

ملاحظہ فرمائیں ''التذكرة للقرطبي (١/٣٦٩)، الجنة والنار للأشقر (٨٣، ٨٤)

الْغِرْبَانِ)) ①

''چنانچہ فقط اتنی تعداد میں عورتیں جنت میں داخل ہوں گی جتنی دوسرے کووں میں اعصم کووں کی تعداد ہے۔''

④ بے پردگی بے حیائی اور فحاشی:

بلاشبہ عورت ''ستر'' ہے اور ستر کو ننگا کرنا بے حیائی اور انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ آبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

[الاعراف: ٢٨]

''اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور اللہ نے بھی ہم کو یہی بتلایا ہے، آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی تعلیم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ کے ذمے ایسی بات لگاتے ہو جس کی تم سند نہیں رکھتے؟''

اور صرف شیطان ہی ہے جو اس بے حیائی کا حکم دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ﴾ [البقرة: ٢٦]

''شیطان تمھیں فقیری سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔''

اور بے پردہ پھرنے والی عورت ایک ایسا گندہ اور خطرناک جرثومہ ہے جو اسلامی

---

① مسند احمد: ٤/١٩٧، ٢٠٥۔ مستدرك الحاكم: ٤/٦٠٢۔ سلسلة الصحيحة: ١٨٥٠، ٤/٤٦٦۔

معاشرے میں بے حیائی عام کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

[النور: ١٩]

''جو لوگ مسلمانوں میں برائی پھیلانے کے آرزو مند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے، اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ، ثُمَّ خَرَجَتْ عَلٰى قَوْمٍ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ، وَكُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ)) ①

''جو عورت عطر استعمال کر کے باہر کسی قوم کے پاس اس لیے آتی ہے کہ وہ اس کی خوشبو پائیں تو وہ زانیہ اور بدکار ہے اور ہر آنکھ زانیہ ہے۔''

⑤ بے پردگی خود رسوائی اور بدنامی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ وَضَعَتْ ثِيَابَهَا فِيْ غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا فَقَدْ هَتَكَتْ سِتْرَ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)) ②

❶ سنن دارمی، کتاب الاستئذان، باب فی النهی لمن الطیب إذا خرجت: ٢٥٤٨۔ مسند احمد: ٤١٤/٤۔ نسائی: ٥١٢٩۔ ترمذی: ٢٧٨٦۔ ابوداؤد: ٤١٧٣۔

❷ مسند احمد: ١٩٩/٦، ٢٦٧۔ مستدرك حاكم: ٢٨٨/٤۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیحین کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی موافقت فرمائی ہے۔ امام مناوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اقدس ہے ''جس نے بھی اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ اپنے کپڑے اتارے'' یہ اس ⇦

''جس عورت نے بھی اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ اپنے کپڑے اتارے تو اس نے اس پردے کو پھاڑ دیا جو اس کے اور اللہ عزوجل کے درمیان تھا۔''

اور ایسی ہی بات حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَّا تُسْأَلُ عَنْهُمْ: رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، وَ عَصٰى إِمَامَهُ، فَمَاتَ عَاصِيًا، وَ أَمَةٌ أَوْ عَبْدٌ أَبَقَ مِنْ سَيِّدِهِ فَمَاتَ، وَامْرَأَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَ قَدْ كَفَاهَا مُؤْنَةَ الدُّنْيَا، فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهُ، فَلَا تُسْأَلُ عَنْهُمْ)) ①

''تین افراد سے باز پرس نہیں ہوگی: ① وہ آدمی جو جماعت کو چھوڑ جائے، اپنے امام کی نافرمانی کرے اور نافرمان ہی مر جائے۔ ② ایسی لونڈی یا غلام جو اپنے مالک سے فرار ہو جائے اور مر جائے۔ ③ اور وہ خاتون جس کا خاوند موجود نہ

Ⓒ عورت کے غیر محرموں کے سامنے بے پردہ ہونے اور ان سے اپنے آپ کو نہ ڈھانپنے سے کنایہ ہے اور دوسرا فرمان اقدس ''تو اس نے اس پردے کو پھاڑ دیا جو اس کے اور اللہ عزوجل کے درمیان تھا'' کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے تو لباس نازل فرمایا ہے تاکہ عورتیں اس سے اپنی شرمگاہوں کو چھپائے رکھیں اور یہ تقویٰ کا لباس ہے اور جب وہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہی نہ رکھیں گی بلکہ اپنی شرمگاہوں کو ننگا کریں گی تو انھوں نے اس پردے کو پھاڑ دیا جو ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تھا۔ اسی طرح اس عورت نے اپنی رسوائی بھی کر لی، اس نے اپنے چہرے کو بچایا بھی نہیں اور اس نے اپنے خاوند کی خیانت بھی کی، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے پردے کو پھاڑ دے گا اور یہ جزا عمل کی جنس سے ہے، ''هتك'' کا معنی کسی چھپائی ہوئی چیز سے پردہ پھاڑنا کے ہیں اور ''الهتيكة'' کے معنی فضیحت و رسوائی کے ہیں۔''

① مسند احمد: ۱۹/۶۔ ابن حبان: ۴۵۵۹۔ مستدرك حاكم: ۱/۱۱۹۔ أدب المفرد: ۵۹۰۔
اس حدیث مبارکہ میں یہ بات بھی ہے کہ ایسی عورت خائنہ ہے جو اپنے خاوند کی عدم موجودگی کی اس لیے متلاشی رہتی ہے تاکہ زینت اور بناؤ سنگار کر سکے، تو پھر یہ کوئی بڑی بات نہ ہوگی کہ ہم یہی بات ان آج کی عورتوں کے متعلق کہہ دیں جنھیں خاوند کی عدم موجودگی کی حاجت بھی نہیں ہے، بلکہ وہ تو اس سے بڑھ کر اور اس سے بھی فحش تر حرکات کا ارتکاب کرتی ہیں، جبکہ ان کے خاوند آنکھوں سے دیکھ اور کانوں سے سن بھی رہے ہوتے ہیں بلکہ ان کے، خاوندوں کی رضا مندی اور اقرار پسندی بھی شامل حال ہوتی ہے۔

ہو حالانکہ وہ اسے دنیاوی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر گیا ہو، پھر بھی یہ اس کے بعد بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہے، تو ان اشخاص سے کوئی سوال نہ کیا جائے گا (یعنی یہ بلا سوال ہی جہنم رسید کر دیے جائیں گے)۔''

⑥ بے پردگی ابلیس کی سنت:

شیطان کے ساتھ معرکہ تو سنگین اور ہمیشہ جاری و ساری رہنے والا سخت ترین معرکہ ہے، کیوں کہ وہ ایسا سرکش دشمن ہے جو ہر حال میں انسان کا پیچھا کرنے اور ہر طرف سے اس کے پاس آنے کی ٹھان چکا ہے، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِىْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ، ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴾ [الأعراف: ١٦، ١٧]

''اس نے کہا بسبب اس کے کہ آپ نے مجھے گمراہ کیا، میں قسم کھاتا ہوں کہ میں انھیں بھٹکانے کے لیے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا، پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور تو ان میں سے اکثر کو احسان نہ ماننے والا پائے گا۔''

اور بنی آدم کو شیطان سے بچانے والا تقویٰ، ایمان اور ذکر الٰہی کے علاوہ کوئی اور عمل نہیں ہے، اپنی شہوات پر غلبہ پانے اور اپنی خواہشات کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہدایت کے سامنے جھکانے اور زیر کر دینے کے علاوہ کوئی سبیل ہے ہی نہیں۔

سیدنا آدم علیہ السلام کے اپنے دشمن ابلیس کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کو ذہن میں لانے

سے ہم دیکھتے ہیں کہ عریانی اور شرمگاہوں کو ننگا کرنے کے مقابلے میں جو شرم و حیا کے جذبات ہیں، وہ انسانی طبیعت اور بشری فطرت میں پختہ تر کر دیے گئے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا ﴾
[الاعراف : ۲۰]

''پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تا کہ ان کا پردۂ بدن جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے یوں بھی وضاحت فرمائی ہے:

﴿ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ﴾ [الاعراف : ۲۲]

''سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا تو دونوں کا پردۂ بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گیا اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے۔''

یقیناً حضرت آدم علیہ السلام سے بھول ہوگئی، خطا ہوگئی اور انھوں نے توبہ کی اور استغفار کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی اور آپ کو بخش دیا، اس پہلی خطا اور بھول کا معاملہ رفع دفع ہو گیا، تو اس خطا سے ماسوائے اس تجرباتی نتیجے کے کچھ بھی باقی نہیں رہا جو نتیجہ اس شیطان کے ساتھ جاری و ساری طویل و عریض کشمکش میں ابن آدم کی جا بجا مدد کرتا ہے، جو انسان کے کمزور راستوں کو بھانپ کر اس کے پاس آ جاتا ہے، پھر اسے گمراہ کرتا ہے، اسے جھوٹی تمنائیں اور اسے وسوسے دلاتا ہے، حتیٰ کہ انسان اس کی مان کر ممنوعات و محرمات میں جا پڑتا ہے۔

سیدنا آدم اور سیدہ حوا علیہما السلام کا ابلیس کے ساتھ یہ قصہ ہمارے سامنے اس حقیقت کو بالکل نمایاں کر رہا ہے کہ اللہ کے اس دشمن کی آخری خواہش اور حرص یہی ہے کہ وہ شرمگاہوں کو برہنہ کر دے، پردے پھاڑ دے اور بے حیائی و فحاشی کو پھیلا دے اور یہی اس کا ہدف اصلی اور مقصود حقیقی ہے۔

اسی لیے اللہ عزوجل نے ہمیں خاص طور پر اس فتنے سے خبردار فرما دیا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اَبَوَیْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴾

[الأعراف : ٢٧]

”اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمھارے ماں باپ کو جنت سے باہر نکلوا دیا، ان کا لباس بھی اتروا دیا تاکہ وہ ان کو ان کا پردۂ بدن دکھائے، وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو، ہم نے شیطانوں کو انھی لوگوں کا رفیق بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔“

معلوم ہوا کہ ابلیس ہی شرمگاہوں کو ننگا کرنے کی دعوت دینے والوں کا سالار ہے اور مختلف درجات کی بے پردگی کی طرف دعوت دینے کا یہی مؤسس اور بانی ہے بلکہ عورت کو پردے کی پابندی، ذاتی تحفظ اور پاکدامنی سے ”آزادی“ دلوانے والے تمام جن وانس کے شیطانوں کا یہی یعنی ابلیس ہی بڑا لیڈر اور قائد اول ہے۔

اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا

مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ﴾ [فاطر : ٦]

''یاد رکھو! شیطان تمھارا دشمن ہے، تم اسے دشمن جانو، وہ تو اپنے گروہ کو صرف اسی لیے بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں۔''

⑦ بے پردگی یہود و نصاریٰ کا طریقہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ﴾ [المائدۃ : ٦٤]

''یہ ملک بھر میں شر و فساد مچاتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فسادیوں سے محبت نہیں کرتا۔''

عالمی صہیونی ریاست کی پلاننگ کرنے والوں کا ''صہیونی دانشوروں کی حکومتی معاہدوں کی اصل دستاویزات'' میں اس امر پر اتفاق ہے، جو پورے عالم پر قبضہ کرنے کے خواہش مند ہیں کہ انھیں ماتحت اور زیر فرمان بنانے کی راہوں میں سے مندرجہ ذیل راہیں واجب العمل ہیں کہ مختلف ممکنہ وسائل کو استعمال میں لاتے ہوئے ان کے اخلاق کو خراب اور تباہ کیا جائے اور ان کے خاندانی نظام کو بگاڑ کر ختم کیا جائے، بالآخر وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ خاندانی نظام کو تباہ و برباد کرنے والے اسباب کی ہر اعتبار سے بنیاد شہوات کو بڑھکانا اور لوگوں کو فواحش میں مبتلا کرنا ہے۔ اسی لیے وہ بے حیائی پر مبنی فلموں کے ذریعے سے جنھیں ''صہیونی کردار'' پوری دنیا میں تقسیم کر رہا ہے اور بے حیائی اور عریانی والے لباس کے ذریعے سے جنھیں ''صہیونی ملبوساتی کردار'' سر عام پھیلا رہا ہے اور اسی طرح مجلّات و رسائل اور کہانیوں وغیرہ کے ذریعے سے فواحش کو عام کر رہے ہیں۔

یہودیوں کا اس میدان میں بہت بڑا حصہ ہے، حتیٰ کہ یہ ہر ملک اور ہر دور میں اس

خباثت کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں۔ ①

ہاں! خبردار! دیکھ لو یہ ہیں ہمارے ناصح اعظم اور رسول امین ﷺ جو ہمیں سب سے پہلے عورتوں کے فتنے سے آگاہ فرما رہے ہیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ)) ②

''میں نے اپنے پیچھے ''عورتوں'' سے بڑھ کر مردوں کے لیے زیادہ خطرناک فتنہ نہیں چھوڑا۔''

یہ بھی قابل توجہ ہے کہ ڈرانے اور خبردار کرنے کے لیے آپ خصوصاً عورتوں کے فتنے کو بیان فرما رہے ہیں، آپ مزید ہمارے لیے وضاحت فرما رہے ہیں کہ بنی اسرائیل میں بھی یہی فتنہ سر فہرست تھا جس کے ساتھ وہ آزمائے گئے۔ جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا، وَاتَّقُوا النِّسَآءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَآئِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَآءِ)) ③

''بلاشبہ دنیا شیریں اور سرسبز و شاداب ہے اور یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ تمھیں بھی اس میں جانشین بنانے والا ہے، وہ تمھیں دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو،

---

① دیکھیے القسم الثانی : ص ۲۹۔

② بخاری، کتاب النکاح، باب یتقی من شؤم المرأۃ ...... الخ : ۵۰۹۶۔

③ مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب أکثر أهل الجنة الفقراء ...... الخ : ۲۷۴۲۔ مسند احمد : ۲۲/۳۔

خبردار! دنیا سے بچ کر رہنا، عورتوں سے دامن بچا کر رکھنا، کیوں کہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں ہی کا تھا۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کی عورتوں کے لیے "پردے" کو مشروع فرمایا تھا اور انھیں اپنی حفاظت وصیانت کا حکم دیا تھا، لیکن انھوں نے کہا:

﴿ سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا ﴾ [البقرة : ٩٣]

"ہم نے سنا اور نافرمانی کی۔"

جس طرح اللہ تعالیٰ کی اس غضب یافتہ امت کی دیرینہ عادت تھی۔

رسول اکرم ﷺ نے ہمارے سامنے بنی اسرائیل کی عورتوں کے فتنے کے ایک پہلو کو اوران کے اس فتنے کے بارے میں حیلہ سازی اختیار کرنے اور اس پر اصرار کرتے رہنے کو بھی بڑی وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بنی اسرائیل میں ایک کوتاہ قد عورت دو دراز قامت عورتوں کے درمیان چلا کرتی تھی، اس نے لکڑی کی دو ٹانگیں [1] بنوائی ہوئی تھیں اور سونے کی ایک انگوٹھی اس طرح بنوائی تھی کہ اس پر مٹی کا ایک غلاف تھا، جسے وہ کستوری سے بھر لیا کرتی تھی اور یہ سب سے بہترین اور نفیس خوشبو ہے۔ ایک بار وہ دونوں دراز قامت عورتوں کے درمیان چلی جا رہی تھی کہ لوگ اسے پہچان ہی نہ سکے تو اس نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔" [2]

---

1. یہ بلند قامت نظر آنے کے لیے تھیں، بالکل ایسے ہی جیسے آج کل بعض خواتین "اونچی ایڑی" والے جوتے پہنتی ہیں اور مقصود دونوں کا ایک ہی ہے۔
2. مسلم، كتاب الألفاظ من الأدب وغيرها، باب استعمال المسك ...... الخ: ٢٢٥٢۔ مسند احمد: ٣/٤٠۔

ان کی کتابوں نے یہ حکایت بھی بیان کی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صہیون کی بیٹیوں کو بے پردگی کے سبب سزائیں بھی دی ہیں۔ ''اصحاح ثالث'' میں ''سفر اشعیا'' کے ضمن میں لکھا ہے:

''اللہ تعالیٰ عنقریب صہیون کی بیٹیوں کو ان کے بے پردہ پھرنے اور ان کی پازیبوں کی جھنکار پر فخر و مباہات کرنے پر سزا دے گا۔ وہ اس طرح کہ ان کی پازیبوں، سر کے بالوں کی لٹوں، ہلال نما آرائشی سامان، کان کی بالیوں، ہاتھوں کے کنگنوں، چہروں کے برقعوں اور لباس کی پٹیوں کو ان سے اتار پھینکے گا۔''

''سفر اشعیا'' میں یہ بھی ہے:

''اللہ تعالیٰ نے صہیون کی بیٹیوں کے خلاف فیصلہ صادر فرمایا، جب وہ شیخی خور بن گئیں اور گردنیں اٹھا اٹھا کر، اپنی آنکھوں کو رنگین بنا بنا کر اور رفتار میں اترا اترا کر چلنے لگیں اور وہ اپنے پاؤں کی جھنکار دینے لگیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے قابل ستر اعضا کو عریاں کر دے گا اور پھر اس روز سے اللہ تعالیٰ ان کی پازیبوں، کنگنوں اور برقعوں کی زیبائش و زینت کو اتار دے گا۔''

عجم کے یہود و نصاریٰ کی عورتیں جو مسلمانوں کے ماحول میں زندگی گزارتی تھیں، وہ مسلم خواتین کو بے پردگی پر ابھارتی تھیں۔ سعید بن ابو الحسن نے اپنے برادر حسن بصری سے دریافت کیا: ''عجمی عورتیں اپنے سینوں اور اپنے سروں کو کھلا رکھتی ہیں (تو مسلمان کیا کریں؟) فرمانے لگے: ''ان سے اپنی نگاہوں کو پھیر لیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ﴾ [1]
[النور: ۳۰]

---

[1] فتح الباری: ۱۱/۷۔

''مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں۔''

⑧ بے پردگی ضعف امت کا ایک سبب:

اسلامی تاریخ کے ادوار کے دوران وقتاً فوقتاً بے پردگی کا فتنہ سر اٹھاتا رہا ہے لیکن یہ فتنہ صرف امت کی اندرونی کمزوری اور شکست و ریخت کے ایام کے دوران ہی پھیلا ہے جس کی مثال کفار کے لشکروں کے حملے کی ہے اور اس کی قریب ترین مثال ہمارے سامنے فرانس کے حملے کی ہے۔[1]

اس کی مزید مثال امت مسلمہ کے دشمنوں کے ہاتھوں داخلی فکری یلغار کی ہے، جس کی مثالیں ''اتاترک'' وغیرہ اور اسی ذہن کے دیگر سیاسی قائدین اور طاغوتی قسم کے مفکرین ہیں۔[2]

اہل کتاب بالخصوص یہود ہمیشہ ہی سے عورت کو پردہ دری اور بے پردگی پر ابھارتے آئے ہیں، دونمہ کے یہودی وہ پہلے نامراد ہیں جنھوں نے عجم کی اسلامی ریاستوں میں پردہ اتارنے کی کوشش کی تھی۔

اسی وجہ سے ۱۹۱۴ء میں شہر ''سالونیک'' میں ان کا ایک اجتماع ہوا تھا، جس میں انھوں نے اسلامی ناموں والی بعض یہودی عورتوں کو بطور خاص مدعو کیا تھا جنھوں نے اسٹیج پر عوام الناس کے سامنے سروں کے حجاب کو پارہ پارہ کرنا تھا، لیکن حکومت وقت نے اس ڈرامہ بازی کی محفل پر پابندی لگا دی تھی تاکہ مسلمانوں کے جذبات نہ بھڑک اٹھیں۔[3]

---

❶ ملاحظہ فرمائیں القسم الاول الطبعة الرابعة (۸۹)، من کتاب عودة الحجاب۔

❷ ان مشورہ جات اور فیصلہ جات کی تاریخی تفصیل قسم اول ''معركة الحجاب والسفور'' کتاب عودة الحجاب میں موجود ہے۔

❸ التبرج والاحتساب عليه، لعبيد بن عبد العزيز : ٤٤۔

صلیبی اور صہیونی کبھی پوشیدہ اور کبھی کھلم کھلا دین اسلام کو مٹانے کی کوششوں میں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يُرِيدُونَ اَنْ يُّطْفِئُوا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ [التوبة : ٣٢]

”وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ انکاری ہے مگر اسی بات کا کہ اپنا نور پورا کرے گا گو کافر ناخوش رہیں۔“

کفار سے مشابہت اختیار کرنے اور ان کی راہوں پر چلنے سے، بالخصوص عورت کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے خبردار کرنے کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت نے اس خبرداری اور آگاہی کی مخالفت ہی کی ہے بلکہ رسول اکرم ﷺ کی پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوچکی ہے:

((لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَتَبِعْتُمُوْهُمْ، قِيْلَ: اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ: فَمَنْ؟))[1]

”تم ضرور ضرور اپنے سے پہلوں کی بالشت بہ بالشت اور بازو بہ بازو نقالی کرو گے، حتیٰ کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی یقیناً ان کی اتباع ہی کرو گے۔“ عرض کیا گیا: ”کیا اس سے یہودی اور عیسائی مراد ہیں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اور کون؟“

ان عورتوں نے یہود و نصاریٰ کی کس قدر مشابہت اختیار کر لی ہے، جنھوں نے

---

[1] بخاری، کتاب الاعتصام، باب قول النبی ﷺ لتتبعن سنن من كان قبلكم : ٧٣١٩۔

یہودیوں اور عیسائیوں کی اطاعت کی ہے اور ان یہودیوں، اللہ تعالیٰ کے غضب یافتہ لوگوں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کا ایں الفاظ "سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا" (ہم نے سنا اور نافرمانی کی) کہہ کر مقابلہ کیا، ان کی رفاقت اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی نافرمانی شروع کر رکھی ہے اور ان مسلم خواتین نے ایمان دار عورتوں کی اس راہ سے کس قدر دوری اختیار کر لی ہے جنھوں نے حکم الٰہی سنتے ہی یوں کہا تھا: "سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا" (ہم نے سنا اور اطاعت کی)، اللہ تعالیٰ واضح اعلان فرما رہا ہے:

﴿ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴾

[النساء: ۱۱۵]

"جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے باوجود بھی رسول (ﷺ) کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔"

⑨ بے پردگی جہالت:

اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے:

﴿ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى ﴾

[الاحزاب: ۳۳]

"اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو۔"

اور نبی کریم ﷺ نے جاہلیت کا دعویٰ کرنے کو انتہائی بدبودار یعنی گندا اور ناپاک قرار

دیا ہے، بلکہ ہمیں اسے ترک کرنے اور پھینک دینے کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ کے اوصاف حسنہ وصفات حمیدہ میں سے ایک صفت یہ بھی ہے:

﴿ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ﴾

[الاعراف : ١٥٧]

''اور آپ پاکیزہ چیزوں کو حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں۔''

اور رسول اکرم ﷺ نے جاہلیت کا ہر طرح کا بول بولنے والے سے اظہار براءت فرمایا ہے، آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ، وَ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) ①

''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے (غم کے باعث) رخسار پیٹے اور گریبان چاک کیا اور جاہلیت کے بول بولے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تین طرح کے افراد اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ ناپسند ہیں: حرم میں زیادتی کرنے والا، دوسرا جو اسلام میں جاہلیت کے طریق کی اتباع کرنے کا خواہش مند ہو اور تیسرا وہ جو کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کے لیے اس کے پیچھے لگے۔'' ②

---

❶ بخاری، کتاب الجنائز، باب لیس منا من ضرب الخدود : ١٢٩٧۔ مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم ضرب الخدود : ١٠٣۔

❷ بخاری، کتاب الدیات، باب من طلب دم امرئ بغیر حق : ٦٨٨٢۔

اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جاہلیت کا طریقہ'' یہ اسم جنس ہے جو ان تمام امور و معاملات کو شامل ہے جن پر اہل جاہلیت اعتماد کیا کرتے تھے۔''

⑩ بے پردگی حیوانیت، پسماندگی اور انحطاط:

حضرت آدم علیہ السلام کے اپنے دشمن ابلیس کے ساتھ پیش آمدہ واقعہ کو مدنظر رکھنے سے ہم دیکھتے ہیں کہ عریانی سے حیا اور شرمگاہوں کو ننگا رکھنے سے شرم کھانا ایسی طبعی صفات ہیں جو فطری طور پر انسانی طبع میں رکھی گئی ہیں، جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرما رہے ہیں:

﴿ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا ﴾
[الاعراف: ۲۰]

''پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کا پردۂ بدن جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا، دونوں کے روبرو بے پردہ کر دے۔''

اور اللہ تعالیٰ یوں بھی فرما رہے ہیں:

﴿ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ﴾ [الاعراف: ۲۲]

''سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا تو دونوں کا پردۂ بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گیا اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے۔''

ایک دوسری جگہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرما رہے ہیں:

﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ﴾ [الأعراف : ٢٧]

''اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمھارے ماں باپ کو جنت سے باہر کرا دیا، ایسی حالت میں ان کا لباس بھی اتروا دیا تا کہ وہ ان کو ان کا پردہ بدن دکھائے۔''

یہ سبھی آیات بشری فطرت اور انسانی طبیعت میں اس مسئلے کی اہمیت اور گہرائی کا پتا دے رہی ہیں۔

لہٰذا لباس پہننا اور شرمگاہوں کو ڈھانپے رکھنا انسان کی زینت ہے اور اس کے ستر کو چھپائے رکھنے کا باعث ہے، جس طرح کہ تقوے کا لباس روحانی بے پردگی کے لیے ایک پردہ ہے۔

اور فطرت سلیمہ اپنی بدنی اور روحانی دونوں طرح کی شرمگاہوں کو ننگا رکھنے سے نفرت کرتی ہے بلکہ انھیں چھپانے اور ڈھانپنے پر حریص ہوتی ہے اور بلا شبہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اولاد آدم پر فضل وکرم فرمایا ہے اور انھیں دیگر حیوانات سے ممتاز بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴾

[بني اسرائيل : ٧٠]

''یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی اور انھیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انھیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انھیں فضیلت عطا فرمائی۔''

بلاشبہ ننگا رہنا حیوانی فطرت ہے اور حیوانات اپنی پیدائش کے آغاز ہی سے ننگے اور عریاں ہیں، ان کی حالت آج تک نہیں بدلی، برعکس انسان کے، جبکہ اس کے متعلق بھی یہ بات درست ہے کہ یہ آدھا ''حیوان مستور'' ہے۔

اور یہ حیوانی فطرت ایسی ہے کہ جب بھی کوئی انسان اس کی طرف میلان اور جھکاؤ کرتا ہے تو وہ انسانی مرتبے سے کم تر مرتبے کی طرف پلٹ جاتا ہے۔

بلاشبہ عریانی اور ننگے رہنے کو خوبصورتی اور جمال خیال کرنا یہ تو قطعاً انسانی ذوق کا اندھا پن ہے اور انسانی معاشرے میں ایک واضح ترین دراڑ ہے جو پسماندگی کو تیزی سے پھیلا رہی ہے۔

⑪ بے پردگی کھلم کھلا برائی کا دروازہ:

یہ اس طرح کہ جو آدمی بھی شرعی نصوص اور تاریخی عبرتوں پر غور وفکر اور سوچ بچار کرے گا، وہ دین و دنیا کے اعتبار سے بے پردگی کے مفاسد اور نقصانات پر یقین کرلے گا، بالخصوص جب وہ عشق و مستی سے معمور مرد و زن کے بے باکانہ اختلاط کو بھی ساتھ شامل کر کے سوچے گا۔

بے پردگی کے چند خطرناک اور بھیانک نتائج:

اس حرام آرائش اور اظہار حسن کے میدان میں مردوں کی نظریں اپنی جانب مائل کرنے کے لیے بے پردہ عورتوں نے مقابلہ بازی شروع کر رکھی ہے، جس نے عورت کو ایک حقیر اور بے وقعت سامانِ فروخت بنا دیا ہے، جسے ہر کسی کے دیکھنے کے لیے سر عام رکھا گیا ہو۔ چند نقصانات ملاحظہ فرمائیں:۔

① خاوند سے روگردانی، فواحش کی بھرمار اور شہوات کا غلبہ۔

② غیرت کا خاتمہ اور حیا داری میں انحطاط۔

③ کثرتِ جرائم۔

④ مردوں کے، بالخصوص نوجوانوں کے اخلاق کی تباہی، ان میں بھی خاص طور پر عنفوان شباب میں قدم رکھنے والوں کے اخلاق کی بربادی اور مختلف انواع و اقسام کی فحاشی کے امور کی جانب دھکم پیل۔

⑤ خاندانی تعلقات کا ریزہ ریزہ ہونا، افراد کی باہمی عدم اعتماد کی فضا کا پیدا ہونا اور طلاق کے رجحان کا عام ہونا۔

⑥ عورت کے ذریعے سامان زیست کی خرید و فروخت کرنا جیسے میدان تجارت وغیرہ میں خوش حالی اور آسودگی کا یہ ذریعہ ہو۔

⑦ بذات خود عورت کے وجود سے برائی، اس کا اپنی بری نیت کا اعلان کرنا اور اپنے خبث باطن کا اظہار کرنا، جس وجود کو وہ بے وقوفوں اور بدکرداروں کی اذیت رسانی کے لیے پیش کرتی ہے۔

⑧ امراض کا پھیلاؤ۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَ الْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا))[1]

”کبھی کسی قوم میں فحاشی اس طرح عام نہیں ہوئی کہ وہ اسے اعلانیہ کرنے لگے مگر ان میں طاعون اور ایسی ایسی درد انگیز بیماریاں پھیلتی گئیں جو ان کے گزرے ہوئے آباؤ اجداد میں رونما نہ ہوئی تھیں۔“

---

❶ ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات: ۴۰۱۹۔ مستدرك حاكم: ۴/ ۵۴۰۔ الحلية لأبي نعيم: ۸/ ۳۳۳، ۳۳۴۔

⑨ آنکھ کے زنا کو فروغ ملنا۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((اَلْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ))[1]

''آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے۔''

اور نگاہوں کو نیچا رکھنے والی اطاعت و فرمانبرداری کا مشکل بنتے جانا جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کے حصول کی خاطر ہمیں حکم دیا ہے۔

⑩ عام سزاؤں اور عمومی عذابوں کے نزول کا حق دار بنتے جانا، جو انجام کار کے اعتبار سے ایٹمی بموں اور زمینی زلزلوں سے یقیناً زیادہ خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے:

﴿ وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴾ [بنی اسرائیل: ١٦]

''اور جب ہم کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہیں تو وہاں کے خوشحال لوگوں کو کچھ حکم دیتے ہیں اور وہ اس بستی میں کھلی نافرمانی کرنے لگ جاتے ہیں تو ان پر بات ثابت ہو جاتی ہے پھر ہم اسے تہ و بالا کر دیتے ہیں۔''

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ أَوْشَكَ اَنْ يَّعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ))[2]

''لوگ جب برائی کو دیکھنے کے بعد اسے بدلنے کی سعی نہ کریں گے تو قریب ہے

---

❶ مسلم، کتاب القدر، باب القدر علی ابن آدم حظه من الزنی وغیره: ٢٦٥٧۔

❷ مسند أحمد: ٢/١۔ ابن ماجه، کتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهی عن المنکر: ٤٠٠٥۔ ابو داؤد: ٤٣٣٨۔

کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عمومی عذاب نازل کردے۔''

جوڑا اور وِگ لگانا:

آگ کی ان چابیوں میں سے جو آج کل عورتوں میں بکثرت پائی جاتی ہیں، ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:۔

① کسی اجنبی کے بالوں کو اپنے بالوں سے ملانا خواہ وہ کسی حیوان کے بال ہی ہوں۔

② ابروؤں اور بھنوؤں کے سبھی یا چند بالوں کو ختم کرنا۔

③ رخساروں کو سرخ یا سبز بنانا۔

④ بعض دانتوں کو مساوی بنانا اور ان کے مابین خلا پیدا کرنا۔

⑤ عورت کا اپنی شرمگاہ کے ذریعے خرید وفروخت کرنا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَ الْمُسْتَوْصِلَةَ، وَ الْوَاشِمَةَ وَ الْمُسْتَوْشِمَةَ، وَ النَّامِصَةَ وَ الْمُتَنَمِّصَةَ وَ الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ)) [1]

''اللہ تعالیٰ مصنوعی بال لگانے والی اور مصنوعی بال لگوانے والی پر لعنت کرتا ہے اور جسم (بالخصوص چہرہ) گوندنے والی اور گوندوانے والی پر، ابرو کے بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی پر اور مصنوعی حسن کے لیے دانتوں میں فاصلہ بنانے والیوں (یعنی) اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو تبدیل کرنے والیوں پر بھی لعنت کرتا ہے۔''

اور رسول کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

---

❷ بخاری، کتاب اللباس، باب وصل الشعر : ۵۹۳۳۔ مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم فعل الواصلة ...... الخ : ۲۱۲۵۔

((ثَمَنُ الْكَلْبِ وَ الدَّمِ حَرَامٌ، وَ كَسْبُ الْبَغِيِّ حَرَامٌ، وَ لَعَنَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَ آكِلَ الرِّبَا وَ مُوْكِلَهُ وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِيْنَ))①

''کتے اور خون کی قیمت حرام ہے، زانیہ اور بدکار عورت کی کمائی حرام ہے اور آپ ﷺ نے گوندنے والی اور گندوانے والی پر لعنت فرمائی ہے اور سود کھانے والے اور سود کھلانے والے پر بھی، (اسی طرح) آپ نے تصویریں بنانے والے (فوٹو گرافروں) پر بھی لعنت فرمائی ہے۔''

چغلی کھانا:

ان کبیرہ گناہوں میں سے جو عورتوں کے مابین پھیل چکے ہیں ایک ''چغلی کھانا'' بھی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی باتوں کو فساد اور نقصان کے ارادے سے آگے بیان کرنا ہے، البتہ خیر خواہی اور اصلاح کے ارادہ سے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اصلاح کے ارادہ سے ایسا کرنا مستحب ہے۔

چغل خوری کتاب وسنت کی نصوص کے مطابق حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

﴿ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ﴾ [القلم : ١١]

''(اور تو ایسے شخص کا کہا نہ مان جو) عیب گو، چغل خور (ہے)۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا ﴾ [الحجرات : ١٢]

''کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟''

اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

① بخاری، کتاب اللباس، باب من لعن المصور: ۵۹۶۲۔

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ))[1]

"چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

یعنی جو لوگ پہلے پہل جنت میں داخل ہوں گے ان کے ساتھ نہیں جائے گا، بلکہ پہلے دوزخ میں داخل ہوگا۔ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"دونوں مبتلائے عذاب ہیں اور یہ دونوں کسی بڑے جرم میں سزا نہیں بھگت رہے، ان میں سے ایک تو چغلی کھایا کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہیں بچا کرتا تھا۔"[2]

یعنی پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو نہیں بچایا کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

"آپ برے لوگوں میں سے "دو منہ والے" کو سب سے برا پائیں گے، جو ان کے پاس ایک منہ سے آتا ہے جبکہ ان کے پاس دوسرے منہ سے جاتا ہے۔"

اور ایک روایت میں ہے: "آپ دو منہ والے کو سب سے برا پائیں گے۔"[3]

حضرت کعب الاحبار رحمہ اللہ سے مروی ہے

"چغلی سے بچو، کیوں کہ چغل خور عذاب قبر سے نہیں بچے گا۔"[4]

منصور نے امام مجاہد رحمہ اللہ سے سورۂ لہب کی آیت (۴): ﴿ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴾ (جو

---

1. مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم النمیمة ۱۰۵۔
2. بخاری، کتاب الأدب، باب الغیبة ...... الخ [illegible]
3. بخاری، کتاب الأدب، باب ما قیل فی ذی الوجهین [illegible] ۶۰۵۸، [illegible]
4. اس کے رجال ثقہ ہیں، اسے ابن ابی الدنیا نے "العیبة [illegible]" میں (۲۳۰) نمبر کے تحت روایت کیا ہے۔ (طبع السّلفیہ)

لکڑیاں ڈھونے والی ہے) کی تفسیر میں یہ بھی روایت کیا ہے:

"كَانَتْ تَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ" ①

''وہ چغلی کھایا کرتی تھی۔''

مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سامنے کسی آدمی کی کسی چیز اور عمل کا ذکر کیا، تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ارے! ہم تیرے معاملے میں نظر کریں گے، اگر تو سچا نکلا تو یقیناً تو اس آیت مبارکہ کے مصداق لوگوں میں سے ہے: ﴿اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا﴾ [الحجرات: ٦] (اگر تمھیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو) اگر تو جھوٹا نکلا تو اس آیت کا مصداق ہوگا: ﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ﴾ [القلم: ١١] (عیب گو، چغل خور) اور اگر تو چاہتا ہے تو ہم تجھ سے درگزر ہی کر دیتے ہیں۔'' تو وہ جھٹ سے بولا: ''اے امیر المومنین! مجھے معاف ہی فرما دیں، میں آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔''

کسی آدمی نے صاحب بن عباد رحمہ اللہ کو ایک رقعہ پیش کیا جس میں وہ اسے مال یتیم کو قبضے میں لینے پر ابھار رہا تھا، اس یتیم کے پاس مال کثیر تھا تو موصوف نے رقعہ کی پشت پر یہ تحریر کر دیا:

''چغل خوری بدعادت ہے اگرچہ درست بھی ہو، مرنے والے پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور یتیم بچے کے حال کو اللہ تعالیٰ ٹھیک اور درست رکھے، جبکہ مال تو اللہ تعالیٰ کی عنایت اور مہربانی ہے اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے پر

---

② بخاري، كتاب التفسير، باب "وامرأته حمالة الحطب" بعد الحديث: ٤٩٧٣، تعليقاً۔

اللہ لعنت کرے۔"[1]

حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

"جو شخص تیرے پاس کسی کی بات نقل کرے تو یہ یقین کر لے کہ وہ تیری باتوں کو بھی دوسروں کے پاس بیان کرتا ہوگا۔"

حسن بصری رحمہ اللہ کا یہ کہنا اس مقولے کے مثل ہے:

"مَنْ نَقَلَ اِلَيْكَ نَقَلَ عَنْكَ، فَاحْذَرْهُ"

"جو تیرے سامنے دوسروں کی باتیں کرتا ہے وہ تیری باتیں بھی دوسروں کے پاس کرتا ہے، لہٰذا ایسے شخص سے دور رہو۔"

عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حرام زادہ بات کو چھپا نہیں سکتا۔"

انھوں نے یہ فرما کر یہ اشارہ کیا ہے کہ ہر وہ شخص جو بات کو چھپاتا نہیں ہے بلکہ اسے چغلی کھاتے ہوئے دوسروں کے سامنے نقل کرتا ہے تو یہ دلیل ہے کہ وہ حرام زادہ ہے۔ یہ بات انھوں نے اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان گرامی سے استنباط کرتے ہوئے فرمائی ہے:

﴿عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ﴾ [القلم: ۱۳]

"سخت خو اور اس کے علاوہ بد ذات ہے۔"

اور "زَنِیْم" کا معنی ولد الحرام، حرام زادہ اور مشکوک النسب ہے۔

یہ بھی مروی ہے کہ سلف صالحین میں سے کوئی اپنے بھائی کی ملاقات کو آیا تو اس نے اس کے روبرو اپنے بھائیوں میں سے کسی کی چند باتیں جنھیں وہ ناپسند کرتا تھا، بیان کیں تو

[1] اسے ابن ابی شامہ نے اپنی کتاب "الروضتین" میں محمود بن زنگی کے مناقب میں ذکر کیا ہے۔

اس آدمی نے کہا:

"میرے بھائی! آپ کافی عرصہ بعد میرے پاس آئے ہیں اور آپ میرے ہاں تین جرم لے کر آئے ہیں:۔

① آپ نے میرے بھائی کے متعلق میرے روبرو بغض ونفرت کا اظہار کیا ہے۔
② آپ نے اس سبب سے میرے دل کو نیکی سے دوسری طرف مشغول کر دیا ہے۔
③ اور آپ نے اپنے امانت دار نفس کو متہم (عیب دار) ٹھہرایا ہے۔"

اور بعض بزرگ کہتے ہیں:

"جو تجھے تیرے کسی بھائی کے گالی دینے سے آگاہ کرے تو وہ خود ہی تجھے گالی دینے والا ہے۔"

کوئی شخص علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا:

"فلاں آدمی نے آپ کو گالی دی ہے اور آپ کے متعلق ایسی ایسی باتیں کی ہیں۔" آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں اس کے پاس چلتا ہوں۔" چنانچہ وہ شخص آپ کے ہمراہ ہولیا، اس کا خیال تھا کہ آپ اس سے انتقام لیں گے لیکن جونہی آپ شخصِ مطلوب تک پہنچے، آپ بولے: "اے میرے بھائی! اگر وہ بات جو تو نے میرے متعلق کہی ہے سچ اور درست ہے تو اللہ مجھے معاف فرمائے اور اگر وہ بات جو تو نے میرے متعلق کہی ہے باطل اور جھوٹ ہے تب اللہ آپ کو معاف فرمائے۔"

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اقدس: ﴿ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ﴾ [اللھب: ۴] (جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے) کی تفسیر میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ابولہب کی بیوی چغلی کھایا کرتی تھی۔ چغلی کو ایندھن اور لکڑیاں اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ بالکل اسی طرح عداوت اور دشمنی کا

سبب ہے جس طرح ایندھن آگ کو مشتعل کرنے کا سبب ہے۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چغل خور کا عمل شیطانی عمل سے بھی زیادہ شر انگیز ہے کیوں کہ شیطانی عمل تو صرف وسوسہ کی صورت میں ہوتا ہے جبکہ چغل خور کا عمل روبرو ہوتا ہے۔

چغل خوری اور قتل:

روایت کی جاتی ہے کہ کسی آدمی نے ایک غلام کو برائے فروخت دیکھا، جس کے متعلق یہ اعلان کیا جارہا تھا: ''اس میں چغل خوری کے سوا کوئی عیب نہیں ہے۔''

تو مذکورہ شخص نے اس عیب کو کچھ اہمیت نہ دیتے ہوئے اسے خرید لیا، چنانچہ وہ غلام اس کے ہاں چند یوم ٹھہرا رہا، ایک روز اس نے اپنے آقا کی بیوی سے کہا: ''بے شک میرا آقا تیری سوکن لانا چاہتا ہے اور اس کام کو خفیہ اور پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے'' اور ساتھ یہ بھی کہنے لگا: ''وہ تجھ سے محبت نہیں رکھتا، اگر تو چاہتی ہے کہ وہ تیرے ساتھ محبت رکھے اور تجھ پر فریفتہ ہو اور اپنے ارادے کو ترک کر دے تو پھر ایسا کرنا کہ جب وہ سو جائے تو استرے سے اس کی داڑھی کے بالکل نچلے بال کاٹ کر اپنے پاس رکھ لے۔'' خاتون نے دل میں ایسا کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس خاتون کا دل اس بات کی طرف مشغول ہو گیا اور اس نے ایسا کرنے کا پکا فیصلہ کر لیا کہ جونہی اس کا خاوند سوئے گا تو وہ یہ عمل ضرور کرے گی۔

پھر وہ غلام اس خاتون کے خاوند کے پاس آیا اور بولا: ''میرے آقا! میری سیدہ یعنی آپ کی اہلیہ نے ایک دوست اور محبوب بنا رکھا ہے، جس کی طرف اس کا میلان قلب ہو چکا ہے، اب تو وہ آپ سے خلاصی پانا چاہتی ہے اور اس نے آج رات آپ کو ذبح کرنے کا پکا فیصلہ کر لیا ہے، اگر آپ میری باتوں کو سچ نہیں مانتے تو آج کی رات اس کے لیے سونے کا بہانہ اور انداز اختیار کر کے اسے پرکھ لینا اور دیکھنا وہ آپ کے پاس کس طرح آتی ہے؟ اس کے ہاتھ میں ایک ایسی چیز ہوگی جس سے وہ آپ کو ذبح کرنا چاہتی ہوگی۔'' اس کے

آقا نے اس کی یہ بات مان لی۔

تو جب رات کا وقت ہوا تو خاتون استرا لیے ہوئے داڑھی کے نیچے سے بال کاٹنے کے لیے آ پہنچی، جبکہ خاوند بیوی کے لیے سونے کا انداز بنائے ہوئے تھا، اس نے دل ہی دل میں کہا: ''واللہ! غلام نے جو کچھ کہا تھا بالکل سچ ثابت ہوگیا ہے۔'' چنانچہ جونہی بیوی خاوند کے پاس پہنچی اور بال کاٹنے کے لیے نیچے جھکی، تو خاوند کھڑا ہوگیا، اس نے وہی استرا پکڑا اور اس سے اسے ذبح کر ڈالا۔ اس عورت کے ورثا آئے، انھوں نے اسے قتل پایا تو خاوند کو بھی قتل کر ڈالا۔ اس طرح دونوں فریق میں اس منحوس غلام کی نحوست کے باعث قتال اور خونریزی بھڑک اٹھی۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے چغل خور کو ''فاسق'' کا نام دیا ہے، فرمان الٰہی ہے:

﴿ يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ﴾ [الحجرات: ٦]

''اے مومنو! اگر تمھیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا بیٹھو، پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔''

چغلی پر تجھے کیا کرنا چاہیے؟:

میری محترم بہن! جب تجھے کسی مسلمان بہن سے دوسری بہن کی بابت کوئی چغل خوری کی بات سننے کو ملے تو تجھے چھ باتوں کو لازماً اختیار کرنا چاہیے:۔

① تو اس کی تصدیق نہ کر، کیوں کہ ''چغل خور'' تو فاسق ہے اور فاسق کی خبر مردود ہوتی ہے۔

② اسے ایسا کرنے سے منع کر، اس کی خیر خواہی کر، اس فعل کو برا سمجھ۔

③ ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ناراض ہو جا۔ کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی قابل نفرت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر اس سے نفرت رکھنا واجب ہے۔

④ اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کی وجہ سے اس سے منقول بات کے باعث برا گمان نہ کر:

﴿ اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ﴾ [الحجرات : ١٢]

''بہت بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔''

⑤ اس کی بیان کردہ بات کے سبب تو کسی طرح کے تجسس اور کرید میں مت پڑ، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَلَا تَجَسَّسُوْا ﴾ [الحجرات : ١٢]

''اور بھید نہ ٹٹولا کرو۔''

⑥ جس بات سے چغل خور نے تجھے روکا ہے اس سے مت رک اور اس کی چغلی کو آگے بیان بھی نہ کر۔

نافرمانی اور خاوند سے جھگڑنا:

جن امور میں بیوی کو خاوند کی اطاعت بجالانا واجب اور لازم ہے اور جن امور میں اللہ تعالیٰ کی کوئی معصیت بھی نہ ہوتی ہو ان میں خاوند کی حکم عدولی کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے:

﴿ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ﴾ [النساء : ٣٤]

''اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا تمھیں خوف ہو انھیں نصیحت کرو اور انھیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انھیں مار کی سزا دو، پھر اگر فرماں برداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔''

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَلَمْ تَأْتِهِ ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)) ①

''جب خاوند بیوی کو اپنے بستر پر بلائے پھر وہ نہ آئے اور خاوند اس پر ناراض رہتے ہوئے رات بسر کرے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔''

جبکہ صحیحین کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ)) ②

''جب بیوی اپنے شوہر کے بستر کو چھوڑے ہوئے رات گزارے گی تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ وہ بستر پر آجائے۔''

اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَتَأْبَى عَلَيْهِ إِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا)) ③

''مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے پھر وہ اس کا حکم ماننے سے انکار کرے مگر وہ ذات جو آسمان میں ہے بیوی پر ناراض رہتی ہے حتی کہ اس سے اس کا خاوند

---

① مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعہم من فراش زوجہا: ۱۴۳۶۔ بخاری، کتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدکم ...... الخ: ۳۲۳۷۔

② بخاری، کتاب النکاح، باب إذا باتت المرأۃ مہاجرۃ فراش زوجہا: ۵۱۹۴۔

③ مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعہا من فراش زوجہا: ۱۴۳۶۔

راضی ہو جائے۔“

رسول اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ أَنْ تَصُومَ وَ زَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَ لَا تَأْذَنُ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ))[1]

”کسی بھی خاتون کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اس حال میں (نفلی) روزہ رکھے جبکہ اس کا خاوند بھی موجود ہو مگر اس کی اجازت سے اور عورت لیے یہ بھی حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت دے۔“

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا))[2]

”اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دینے والا ہوتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔“

ابن محصن کی پھوپھی کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے اپنے خاوند کی بابت کوئی بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

((اُنْظُرِيْ أَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ، فَإِنَّهُ جَنَّتُكِ وَ نَارُكِ))[3]

---

1. بخاری، کتاب النکاح، باب لا تأذن المرأة فی بیت زوجها لأحد إلا بإذنه : ٥١٩٥۔
2. ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی الزوج علی المرأة : ١١٥٩۔ مستدرك حاکم : ٤/ ١٧١، ١٧٢۔
3. مسند احمد : ٤/ ٣٤١۔ طبرانی کبیر : ٢٥/ ٤٤٨۔

''تو خود غور کر لے کہ تو اس کے متعلق کہاں ہے؟ کیوں کہ وہی تیری جنت ہے اور وہی تیری دوزخ ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَی امْرَأَةٍ لَّا تَشْكُرُ لِزَوْجِهَا وَ هِیَ لَا تَسْتَغْنِیْ عَنْهُ)) [1]

''اللہ تعالیٰ ایسی خاتون کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا جو اپنے خاوند کی شکر گزار نہیں ہے حالانکہ وہ اس سے کسی طور پر بھی بے نیاز نہیں ہے۔''

کثرت کلام:

مباح اور حرام امور میں بکثرت قیل وقال یعنی بہت زیادہ باتیں کرنا بھی آگ کی چابیوں میں داخل ہے، بعض اوقات تو فقط ایک کلمہ ہی آدمی کو جہنم واصل کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ)) [2]

''بلاشبہ آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا کوئی ایک لفظ ہی بولتا ہے جس کی وہ چنداں پروا نہیں کرتا تو وہ اس کے سبب جہنم میں جا گرتا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یقیناً آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی والا کوئی کلمہ بولتا ہے جس کے متعلق اس

---

1. السنن الکبری للنسائی، کتاب عشرة النساء، باب شکر المرأة لزوجها : ٣٥ مجمع الزوائد : ٣٠٩/٤۔ سلسلة الصحیحة : ٢٨٩۔
2. بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان : ٦٤٧٨۔

کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ کلمہ اسے اس قدر بلند مقام سے ہمکنار کر دے گا، تو اس کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے لیے قیامت تک اپنی رضا مندی لکھ دیتا ہے اور کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا کوئی کلمہ بولتا ہے، جس کے متعلق اس کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ اسے اس قدر پست مقام تک پہنچا دے گا، تو اس کے سبب اللہ تعالیٰ اس کے لیے روز ملاقات تک کے لیے اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔

تو یہ ایک ایسا لفظ ہی ہے جسے تو بولے گی تو وہ جہنم میں داخل کر دے گا اور آج کل کتنے ہی ایسے الفاظ اور کلمات ہیں جو مسلمان مردوں اور عورتوں میں بولے جا رہے ہیں۔

لہٰذا ہر مسلمان خاتون پر لازم ہے کہ وہ ہر لفظ بولنے سے قبل غور و فکر کرے، اگر تو وہ بات خیر و صلاح کی ہو تو اسے بول لے اور اگر وہ بات برائی والی ہو تو اس سے خاموشی اختیار کیے رکھے اور اگر اس بات کا خیر و صلاح سے کوئی تعلق ہو نہ برائی سے تو احتیاط کا تقاضا پھر بھی یہی ہے کہ اس سے خاموش ہی رہے۔

چہرہ پیٹنا اور نوحہ خوانی کرنا:

مسلمان عورتوں کے مابین عام پھیلے ہوئے کبیرہ گناہوں میں سے مرنے والوں پر نوحہ خوانی، چہروں پر طمانچے مارنا، گریبان چاک کرنا، کپڑے پھاڑنا اور جاہلیت کے بول بولنا، جیسے یہ کہنا کہ اے میرے چیتے! اے میرے شیر بہادر! اب تیرے سوا ہمارا کون ہے؟ بلا شبہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے تمام افعال کو حرام قرار دیا ہے اور اس ضمن میں تمام بیان کردہ امور بھی حرام ہیں۔

---

❶ مسند احمد: ۳/ ٤٦٩ـ ترمذی، کتاب الزهد، باب ماجاء فی قلة الکلام: ۲۳۱۹۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِثْنَتَانِ فِی النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ : الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَ النِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ)) ①

"لوگوں میں موجود دو عمل کفر ہیں: نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ خوانی کرنا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((اَلنَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَ دِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ)) ②

"جب وہ اپنی موت سے قبل توبہ نہ کرے گی تو اسے قیامت کے دن اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر گندھک کی شلوار ہوگی اور خارش کی قمیص ہوگی۔"

نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) ③

"ایسا شخص ہم میں سے نہیں ہے جو رخساروں کو پیٹے، گریبان چاک کرے اور جاہلیت کے بول بلند کرے۔"

رسول معظم ﷺ نے فرمایا:

---

① مسلم، کتاب الایمان، باب إطلاق الکفر علی الطعن فی النسب والنیاحة: ٦٨۔
② مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحة: ٩٣٤۔ مسند احمد: ٥/٣٤٤۔
③ بخاری، کتاب الجنائز، باب لیس منا من ضرب الخدود: ١٢٩٧۔

((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ)) [1]

"بلاشبہ میت کو اس کی قبر میں نوحہ خوانی کے باعث عذاب دیا جاتا ہے۔"

اور نبی کریم ﷺ نے بلند آواز سے رونے اور چہرہ پیٹنے والی، مصیبت میں سر منڈوانے والی اور گریبان چاک کرنے والی سے لاتعلقی کا اعلان بھی فرما رکھا ہے۔

غیبت:

عورتوں کے درمیان عام پھیلے ہوئے گناہوں میں سے ایک غیبت بھی ہے۔ غیبت سے مراد کسی بھائی یا بہن کا ایسے الفاظ سے تذکرہ کرنا ہے جسے وہ ناپسند کرتی ہو، اگرچہ اس میں وہ بات موجود ہو۔ جیسے کوئی کسی کو ٹھگنی، نامراد، جاہل، بری اور کنجری وغیرہ کہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: "اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ))

"تیرا اپنے بھائی کو ایسے الفاظ سے یاد کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔"

آپ سے عرض کی گئی: "آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ خامی اور عیب جو میں بیان کر رہا ہوں میرے بھائی میں موجود ہو تو پھر؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَ إِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ)) [2]

---

1. مسلم، كتاب الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه : ٩٢٧۔ بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبي ﷺ ...... الخ : ١٢٧٦۔
2. مسلم، كتاب البر والصلة، باب تحريم الغيبة : ٢٥٨٩۔

''اگر تو وہ بات جو تو اس کے متعلق کہہ رہا ہے اس میں موجود ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں موجود نہ ہوگی تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔''

غیبت کرنا کبیرہ اور عظیم گناہوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ﴾ [الحجرات : ١٢]

''اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے، تمھیں اس سے گھن آئے گی۔''

اور غیبت کی محفلوں اور مجلسوں میں بیٹھنے والا بھی خطا کار ہے، اس پر لازم ہے کہ ایسی محفلوں میں بیٹھنا ترک کر دے، اس کے متعلق اتنا جان لینا ہی کافی ہے کہ غیبت کی توبہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ جس کی غیبت کی گئی ہے اس کے پاس جا کر اس سے معافی طلب کرنا پڑتی ہے۔ میری مسلمان بہن! اگر وہ اس عمل سے عاجز و قاصر ہے تو اس کے ذمے یہ واجب ہے کہ جن مجالس میں اس نے غیبت کی ہے اسی مجلس میں اس کا ذکر خیر اور تذکرہ حسن بھی کرے اور اپنی پہلے بیان کردہ بات کی اپنی زبان سے تکذیب کرے اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو اپنی نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگے کہ روز قیامت اللہ اس بہن کے دل کو اس پر نرم فرما دے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے اور پھر زندگی بھر غیبت کی طرف نہ آئے۔

غیبت چند ناگفتہ بہ حالات کے سوا مباح نہیں ہے، جیسے شکوۂ ظلم، برائی کو بدلنے کے لیے مدد چاہنا، فتویٰ پوچھنا، مسلمانوں کو برائی سے بچانا، ایسے آدمی کے لیے جو اعلانیہ فسق و بدکاری کا مرتکب ہو یا کسی بدعتی آدمی کی بدعت سے آگاہ کرنا، یا ایسے آدمی کی درست رہنمائی کرنا جو کسی خاتون سے شادی کرنے کا خواہشمند ہو۔

مذکورہ صورتوں میں بھی غیبت سے کنارہ کشی کرنی چاہیے، سوائے مجبوری کے پہلو تہی کرنا ہی قرین احتیاط ہے۔

لواطتِ صغریٰ:

اس سے مراد بیوی کی دبر میں وطی کرنا ہے۔ یہ کسی حالت میں بھی جائز نہیں کہ خاوند اپنی بیوی کی دبر میں دخول کرے، ایسی صورت میں بیوی پر لازم ہے کہ اس عمل کی خاوند سے موافقت نہ کرے، اگر وہ موافقت کرے گی تو گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوگی اور اگر خاوند پھر بھی اپنے ارادے پر اصرار کیے ہوئے ہے تو عورت کو چاہیے کہ کسی دھوکا یا فریب سے اسے اس ارادے سے ہٹانے کی سعی کرے، اگر وہ پھر بھی مصر رہے تو اسے چاہیے کہ اس گھر کو خیر باد کہہ دے، اگر پھر بھی خاوند اصرار ہی پر قائم رہے تو اس کو حق ہے کہ اس بارے میں اپنے ولی سے بات چیت کرے، اگر خاوند اپنے ارادے سے باز آجائے تو ٹھیک ورنہ اسے طلاق لے لینی چاہیے۔

حائضہ سے مجامعت:

ایسے میاں بیوی جو حالت حیض میں بھی مجامعت کرنے پر ایک دوسرے سے موافقت کریں گے تو دونوں ہی لعنتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دھتکارے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَلْعُوْنٌ مَّنْ أَتَى امْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا)) [1]

"وہ شخص ملعون ہے جو عورت کی دبر میں مجامعت کرتا ہے۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] مسند احمد: ۲/۴۴۴، ۴۷۹۔ ابو داود: ۲۱۶۲۔ ابن ماجه: ۹۲۳۔ بیهقی: ۷/۱۹۸۔

((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى رَجُلٍ جَامَعَ امْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا)) [1]

''اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کی طرف دیکھے گا بھی نہیں (یعنی نظر رحمت سے) جو بیوی کی دبر میں جماع کرے۔''

نبی کریم ﷺ سے یہ فرمان اقدس بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَتٰى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ فَقَدْ كَفَرَ، أَوْ قَالَ: بَرِئَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) [2]

''جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرے یا عورت کی دبر میں وطی کرے یا کسی کاہن کے پاس آئے اور اس کی تصدیق کرے تو اس نے بلاشبہ کفر کیا۔'' یا آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص اس (شریعت) سے بری ہوگیا جو (حضرت) محمد (ﷺ) پر نازل فرمائی گئی ہے۔''

بعض علماء کا خیال ہے کہ جو آدمی اپنی بیوی کی دبر میں مجامعت کرے اس پر واجب ہے کہ وہ نصف دینار (تقریباً ۱۵۰ اشرفیاں) صدقہ کرے اور اس کے لیے اس گناہ سے توبہ کرنا بھی واجب ہے۔

باہمی چپقلش اور مسلمان خواتین سے ترک تعلق:

کبیرہ گناہوں میں سے مسلمان خواتین سے چپقلش کرتے رہنا بھی ہے، اگر ایسا کوئی نزاع اور جھگڑا ہو ہی جائے تو اسے تین راتوں سے زائد تک لے جانا جائز نہیں ہے۔

---

1. ابن ابی شیبة، کتاب النکاح، باب ماجاء فی اتیان النساء فی ادبارھن: ۱٦٨٠٥۔ ترمذی: ١١٦٥۔ ابن حبان: ٤٢٠٤۔
2. مسند احمد: ٢/٤٠٨، ٤٧٦۔ ابوداود: ٣٩٠٤۔ ترمذی: ١٣٥۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ)) ①

”جس کسی نے اپنے بھائی (بہن) سے ایک سال تک ترک تعلق کیے رکھا تو یہ اس کا خون بہانے کے برابر ہے۔“

اور قریبی رشتہ داروں سے قطع تعلق رکھنا تو اس سے بھی بڑا گناہ ہے اور ماں یا باپ سے جھگڑنا اور لڑنا بھڑنا اس سے بھی بڑا اور خطرناک گناہ ہے۔

مسلمان خاتون کو کافرہ کہنا:

عورتوں کے لیے آگ کی چابیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اپنی دوسری مسلمان بہن کو برے القابات سے پکارے، جیسے اسے کافرہ! یا یہودیہ! یا عیسائیہ! یا مجوسیہ یا مشرکہ وغیرہ کہہ کر بلائے، یہ انتہائی بڑی غلطی اور بہت ہی بڑا گناہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا)) ②

”جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کہا: ”اے کافر!“ تو یقیناً ان دونوں میں سے ایک اس لفظ کے ساتھ لوٹے گا۔“

یعنی اگر جس کے متعلق یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ کافرہ نہ ہوئی تو یہی حکم بولنے والی اور زبان سے یہ لفظ نکالنے والی کے لیے لوٹ آئے گا۔

---

① مسند احمد: ٤/٢٢١ـ الأدب المفرد: ٤٠٤، ٤٠٥ـ ابوداؤد: ٤٩١٥ـ

② بخاری، کتاب الأدب، باب من أکفر أخاه بغیر تأویل فهو کما قال: ٦١٠٤ـ

ہمسائی کو اذیت پہنچانا:

آگ کی چابیوں میں سے ایک ہمسائی کو اذیت پہچانا بھی ہے خواہ یہ اذیت رسانی کی کوئی بھی شکل وصورت ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ، قِيلَ وَمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!؟ قَالَ الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)) [1]

''اللہ کی قسم! وہ ایمان نہیں رکھتا، اللہ کی قسم! وہ ایمان نہیں رکھتا، اللہ کی قسم! وہ ایمان نہیں رکھتا۔'' عرض کی گی: ''کون یا رسول اللہ!؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی اذیتوں اور پریشانیوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں ہے۔''

دوسری روایت میں الفاظ یوں بھی آتے ہیں:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَبْدٌ لَّا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)) [2]

''ایسا بندہ جنت میں داخل نہ ہو پائے گا، جس کا ہمسایہ اس کی اذیتوں اور تکلیفوں سے امن وسلامتی میں نہ ہوگا۔''

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ)) [3]

---

1. بخاری، کتاب الأدب، باب إثم من لا یأمن جاره بوائقه : ٦٠١٦ ـ مسند احمد : ٤/٣١ ـ
2. مسند احمد : ٣/١٥٤ ـ مستدرك حاكم : ١/١١ ـ ابن حبان : ٥١٠ ـ
3. بخاری، کتاب الأدب، باب من کان یؤمن بالله ...... الخ : ٦٠١٨ ـ مسلم، کتاب الإيمان، باب الحث على إكرام الجار : ٤٧ ـ

''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ اپنے ہمسائے کو اذیت نہ دے۔''

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلٰى جَارِهٖ)) ①
''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے سے اچھا برتاؤ رکھے۔''

حلالہ کرنے اور حلالہ کروانے والی عورت:

منکرات میں سے یہ بھی ہے کہ خاوند کے تین طلاقیں دینے کے بعد عورت دوبارہ اس کے پاس جانے کے لیے حلالہ کروانے پر راضی ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ)) ②
''رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کی خاطر حلالہ کیا جائے (دونوں) پر لعنت فرمائی ہے۔''

''اَلْمُحَلِّلُ'' حلالہ کرنے والا یعنی وہ شخص جو کسی طلاق یافتہ عورت سے اس لیے شادی کرتا ہے تاکہ وہ عورت پہلے مرد کے لیے حلال ہو جائے اور اَلْمُحَلَّلَ لَهٗ (جس کے لیے حلالہ کیا جائے) اس سے مراد وہ خاوند ہے جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں۔

---

❶ مسلم، كتاب الإيمان، باب الحث على إكرام الجار: ٤٨۔
❷ ترمذی، كتاب النكاح، باب ما جاء في المحل والمحلل له: ١١٢٠۔ ابو داوٗد: ٢٠٧٦۔

بیوی کو خاوند کے خلاف اکسانا:

یہ عمل بھی حرام ہے کہ کوئی عورت یا کوئی مرد میاں بیوی کے درمیان جدائی اور تفریق ڈالنے کی کوشش کرے۔ عورت ہی عموماً اور غالباً یہ کام کرتی ہے تاکہ اس کا خاوند حاصل کر لے، پھر اس عورت کے لیے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتی ہے اور یہ کھلم کھلا ظلم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ خَبَّبَ عَلَى امْرِئٍ زَوْجَتَهُ أَوْ مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا)) ①

''جس نے کسی آدمی کی بیوی یا اس کے غلام کو اس کے خلاف اکسایا اور بھڑکایا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

بیوی کا ازدواجی تعلقات کے اسرار لوگوں کو بتانا:

کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوی دوسری عورتوں کو اپنے اور اپنے خاوند کے درمیان بوقت مباشرت ہونے والی گفتگو اور واقعات کے متعلق بتائے اور ایسی باتوں کو مردوں کے روبرو بیان کرنا تو اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ يُّفْضِيْ إِلَى امْرَأَتِهِ وَ تُفْضِيْ إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا)) ②

''روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام لوگوں میں سے برے مقام والا وہ شخص ہوگا

---

① ابوداود، کتاب الأدب، باب فيمن خبب مملوكا على مولاه: ٥١٧٠۔ مسند احمد: ٢/٣٩٧۔

② مسلم، کتاب النكاح، باب تحريم إفساد سر المرأة: ١٤٣٧۔

جو اپنی بیوی سے ملتا ہے اور بیوی اس سے ملتی ہے، پھر وہ اس کے پوشیدہ راز لوگوں میں پھیلاتا ہے۔"

عورت کا طلاق کا مطالبہ کرنا:

کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوی خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرے جبکہ خاوند اپنے واجبی حقوق میں کوتاہی نہ کرتا ہو، جیسے کہ عورت اس وجہ سے طلاق کا تقاضا کرے کہ گفتگو زیادہ کرتا ہے یا اسے قلت فہم کی بیماری ہے یا اس کی معاشی حالت بہتر نہ ہو وغیرہ، تو ایسا مطالبہ کرنا اس کے لیے حرام ہے۔

رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِيْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ)) [1]

"جو عورت اپنے خاوند سے بغیر کسی تنگی اور پریشانی کے طلاق کا مطالبہ کرے گی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہوگی۔"

البتہ جب خاوند اپنی بیوی کے حقوق ادا نہ کرتا ہو اور اس کے حقوق کے حوالے سے ظلم کرتا ہو اور اس کا اخلاق و کردار برا ہو یا بیوی کو بلا وجہ مارتا پیٹتا ہو تو ایسی صورت میں بیوی کا طلاق کا مطالبہ کرنا قابل اعتراض نہ ہوگا بلکہ اس کا حق ہوگا۔

[1] ابو داوٗد، کتاب الطلاق، باب فی الخلع: ٢٢٢٦۔

آگ کی ایسی کنجیاں جو عورتوں اور مردوں کے مابین مشترک ہیں

① کبائر:

۱۔ والدین کی نافرمانی۔

۲۔ سود کھانا، اسی ضمن میں بنکوں کا حرام منافع بھی آتا ہے جو ہمارے دور حاضر میں عام ہو چکا ہے اور اسی کے ذیل میں پوسٹ آفس کا بچت فنڈ بھی آتا ہے۔

۳۔ یتیم کے مال کو ناجائز ذرائع سے کھانا۔

۴۔ نبی اکرم ﷺ کی نسبت سے دانستہ ایسی احادیث بیان کرنا جو آپ ﷺ نے ارشاد نہیں فرمائیں۔

۵۔ زنا کاری۔

۶۔ شراب نوشی اور ہر وہ چیز جو نشہ پیدا کرے، چاہے اس کا کوئی بھی نام رکھ لیا جائے۔

۷۔ غرور اور تکبر کرنا، بالخصوص اپنی کلاس فیلو اور اپنی رشتہ دار خواتین پر۔

۸۔ جھوٹی شہادت دینا۔

۹۔ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، ان میں سے جو قریبی اور ہمسائی پر تہمت لگائی جائے گی اس کا گناہ سب سے بڑھ کر ہوگا۔

۱۰۔ سرکاری اموال میں غبن، خوردبرد اور اسے چوری چھپے حاصل کرنا اور یہ عموماً سرکاری ملازمین کے لیے ہے۔

۱۱۔ عوام الناس کے اموال کو باطل اور ناجائز ذرائع سے حاصل کرنا۔

۱۲۔ چوری کرنا۔

۱۳۔ ماپ تول میں کمی کرنا۔

۱۴۔ تجارت میں دھوکا دہی اور ملاوٹ سے کام لینا۔

۱۵۔ جھوٹی قسم کھا کر مال کمانا۔

۱۶۔ ذخیرہ اندوزی کرنا، یعنی وہ مال تجارت کو چھپائے رکھے پھر لوگوں کے شدید ضرورت مند ہونے پر باہر لائے۔

۱۷۔ ہر حرام چیز کی بیع وشرا، مثلاً شراب، گندی فلمیں، حرام گانوں کی کیٹیں، سگریٹ اور ڈش۔

۱۸۔ جھوٹ بولنا اور بالخصوص اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ بولنا عظیم ترین گناہ ہے۔

۱۹۔ خودکشی کرنا۔

۲۰۔ کسی کو قتل کرنا۔

۲۱۔ محرم رشتہ داروں کے ساتھ بے حیائی کا ارتکاب، جیسے بیٹی کے ساتھ زنا کرنا۔

۲۲۔ مردار کھانا یا خون اور سور کا گوشت کھانا۔

۲۳۔ پیشاب کرتے ہوئے مکمل پاکی حاصل نہ کرنا۔

۲۴۔ خیانت کرنا۔

۲۵۔ ظلم کرنا۔

۲۶۔ زمین کے نشانات کو تبدیل کرنا، یعنی اپنے ہمسائے کی زمین کا کوئی ٹکڑا اپنی زمین میں شامل کر کے پہلے نشان کو ختم کرنا۔

۲۷۔ احسان جتلانا، جیسے کوئی یوں کہے: ’’میں نے تیرے لیے یہ یہ کیا تھا‘‘ اور یہ باتیں وہ

لوگوں کے روبرو کہے۔

۲۸۔ تجسس کرنا۔

۲۹۔ لعنت کرنا۔

۳۰۔ فراڈ کرنا، بیوفائی اور عہد شکنی کرنا۔

۳۱۔ دھوکا دینا، بالخصوص حسن و جمال، زر و مال اور تعلیم کے حوالے سے۔

۳۲۔ قطع رحمی کرنا۔

۳۳۔ چغلی کھانا۔

۳۴۔ غیبت کرنا۔

۳۵۔ نسب میں طعن کرنا، جیسے کوئی طنزاً یوں کہے: ''تو فلاں کی بیٹی نہیں ہے؟''

۳۶۔ مسلمان خواتین کو اذیت پہنچانا اور انھیں سب و شتم کرنا۔

۳۷۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب و شتم کرنا۔

۳۸۔ بدعت و ضلالت کی طرف دعوت دینا جیسے کہ اداکارائیں اور شاعرہ عورتیں وغیرہ ہیں۔

۳۹۔ بری فال لینا۔

۴۰۔ باپ کے علاوہ کسی دوسرے مرد کی طرف نسبت کرنا یعنی اپنے حقیقی نسب کا انکار کرنا اور اپنی نسبت کسی دوسرے کی طرف کرنا۔

۴۱۔ چاندی یا سونے کے برتنوں میں کھانا پینا۔

۴۲۔ جوا بازی۔

۴۳۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہونا اور اس کے عذاب سے عدم خوف رکھنا۔

۴۴۔ رحمت ایزدی سے مایوس ہونا۔

۴۵۔ حرم کی بے حرمتی کرنا یعنی وہاں نافرمانی کرنا اگرچہ وہ ادنیٰ اور معمولی سی ہی ہو۔

۴۶۔ ریاکاری کرنا۔

۴۷۔ شرعی علم کو چھپانا، جس وقت کوئی مسلمان عورت سوال کرے۔

۴۸۔ باہم لڑنا جھگڑنا۔

۴۹۔ ضرورت سے زائد پانی جمع کر کے مانگنے پر بھی نہ دینا۔

۵۰۔ وصیت نامے میں ایسی وصیت تحریر کرنا جو کسی وارث کو اس کے حق سے محروم کر دے۔

۵۱۔ کسی وارث کو اس کے حق سے محروم کرنا۔

۵۲۔ رشوت لینا یا دینا۔

۵۳۔ عورت کے بدن سے دوسری عورت کا اپنا بدن براہ راست ملانا۔

۵۴۔ جانداروں کے فوٹو اور مجسم ڈھانچے بنانا۔

۵۵۔ بدنی اور مالی قدرت واستطاعت کے باوجود حج نہ کرنا۔

۵۶۔ بلا عذر ماہ رمضان کا روزہ افطار کرنا۔

۵۷۔ عورت کا اپنے گھر کی اصلاح کرنے، اپنے بچوں کی تربیت کرنے اور ان کے مابین عدل وانصاف سے کام نہ لینے کے معاملات میں کوتاہی کرنا، یہ تو عظیم جرم ہے۔

② صغائر:

۱۔ ایسی فلمیں اور ڈرامے دیکھنا جو معانقوں، بوس وکنار، رقص اور حرام گندے گانوں سے خالی نہیں ہوتے۔

۲۔ غیر محرم مرد کو دیکھنا۔

۳۔ غیر محرموں سے مصافحہ کرنا۔

۴۔ غیر محرم مرد کے ساتھ خلوت نشین ہونا۔

۵۔ مردوں کے ساتھ اختلاط، خاص طور پر ذرائع مواصلات میں ایک مسلمان خاتون کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی الگ کرسی پر بیٹھی رہے یا اپنے اور دوسرے اجنبی مرد کے درمیان اپنا پرس وغیرہ رکھے، اگر وہ کرسی دو افراد کے لیے ہو۔

۶۔ بلا ضرورت اور بغیر مصلحت مردوں سے باتیں کرنا، اس سے بھی بڑھ کر جرم ان کے ساتھ ہنسنا کھیلنا ہے، کثرت سے باتیں کرنا اور نرم لہجے میں معاملات کرنا۔

۷۔ دو مردوں کے درمیان بیٹھنا، ایسا عموماً اور غالباً یونیورسٹیوں اور کالجوں میں ہوتا ہے۔

۸۔ دشمنی پوشیدہ رکھنا۔

۹۔ عشق ومحبت کے گانے سننا۔

۱۰۔ واجب اور ضروری شرعی علم (جس کے ذریعے عبادت اور معاملات درست ہوتے ہیں) حاصل نہ کرنا۔

۱۱۔ غیر اللہ کی قسم کھانا، جیسے کہ خانہ کعبہ کی، ماں باپ یا مردوں کی۔

۱۲۔ گھر میں بلا مقصد کتا رکھنا۔

۱۳۔ عریاں تصاویر رکھنا، جیسا کہ فن کاروں، اداکاراؤں کی گھروں میں تصاویر رکھی جاتی ہیں۔

۱۴۔ بے حیائی اور بازاری گفتگو کرنا، اس سے مراد لوگوں سے گھٹیا الفاظ میں گفتگو کرنا ہے، جیسا کہ اے زانیہ! بدکارہ کی بیٹی! ارے بدکارہ! اے مردوں کی سہیلی وغیرہ، یہ تو کھلی تہمت ہے، حاکم وقت کو چاہیے کہ ایسا کرنے والی پر حد نافذ کرے۔

۱۵۔ برائی کو تبدیل نہ کرنا اگرچہ دل کے ساتھ ہی ہو یعنی دل میں بھی اسے برا نہ جاننا اور یہ بے پردہ عورتوں کے ساتھ نہ بیٹھ کر بھی ہوسکتا ہے، ان کی باتوں سے اظہار خوشی نہ کرنے سے بھی ممکن ہے، یا قدرت کے باوجود زبان سے انکار نہ کرنا، یا والد، والدہ اور صاحب قدرت شخص کا ہاتھ کے ذریعے سے برائی کو نہ بدلنا۔

۱۶۔ ناجائز عمل پر تعاون کرنا۔

۱۷۔ سورۃ الفاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت بھی یاد نہ کرنا جس کے ساتھ نماز ہوتی ہے، جبکہ وہ سینکڑوں گانے، قومی بول اور کہاوتیں اور فلموں کے واقعات یاد کر لیتی ہیں۔

۱۸۔ مردوں کے سامنے فٹ بال وغیرہ کھیلنا۔

۱۹۔ اندھے تعصب یا اندھی قومی عصبیت کے باعث مقابلہ جات میں نعرہ بازی کرنا، کسی کلب یا محفل میں حوصلہ افزائی کے نعرے بلند کرنا۔

۲۰۔ اولاد کی اسلامی تربیت کا اہتمام نہ کرنا۔

۲۱۔ اپنے دیور، جیٹھ یا خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ مصافحہ کرنا، جن کی اس خاتون سے شادی جائز ہوسکتی ہے، جیسے چچا کا بیٹا، پھوپھی کا بیٹا، ماموں کا بیٹا، خالہ کا بیٹا، ان رشتہ داروں سے مصافحہ حرام ہے۔

۲۲۔ پیشاب سے نظافت حاصل نہ کرنا اور اسی طرح حیض اور نفاس کے خون سے نظافت حاصل نہ کرنا۔

ایک مسلمان عورت پر واجب اور لازم ہے کہ ان مذکورہ تمام محرمات سے کنارہ کشی اختیار کرے تاکہ آتش جہنم سے نجات پا سکے۔

میں اللہ رحیم و کریم سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے ، میرے والدین ، میری بیوی، میرے افراد کنبہ، تمام مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو آتش جہنم سے نجات عطا فرمائے۔ (آمین!)

آخر میں چند اصلاحی اشعار:

ذُنُوْبُكَ يَا مَغْرُوْرُ تُحْصٰى وَ تُحْسَبُ
وَ تُجْمَعُ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ وَّ تُكْتَبُ

”اے فریب خوردہ! تیرے گناہوں کو شمار کیا جا رہا ہے اور گنا جا رہا ہے اور انھیں لوحِ محفوظ سے لکھ لکھ کر جمع کیا جا رہا ہے۔“

وَ قَلْبُكَ فِيْ سَهْوٍ وَّ لَهْوٍ وَّ غَفْلَةٍ
وَ اَنْتَ عَلَى الدُّنْيَا حَرِيْصٌ مُّعَذَّبٌ

''تیرا دل بے خبری، تماشوں اور غفلت میں پڑا ہوا ہے اور تیرا حال یہ ہے کہ تو دنیا ہی پر لالچ کیے جا رہا ہے۔ ایسے تو تو عذاب کا حقدار ٹھہرے گا۔''

تُبَاهِيُ لِجَمْعِ الْمَالِ مِنْ غَيْرِ حِلِّهٖ
وَ تُعْصِيُ سَرِيْعًا فِي الْمَعَاصِيُ وَ تُذْنِبُ

''اور تو ناجائز مال جمع کرنے پر فخر و مباہات کر رہا ہے اور دھڑا دھڑ گناہوں پر گناہ کیے جا رہا ہے۔''

اَمَا تَذْكُرُ الْمَوْتَ الْمَفَاجِيُكَ فِيُ غَدٍ
اَمَا اَنْتَ مِنْ بَعْدِ السَّلاَمَةِ تَعْطَبُ

''کیا تو اس موت کو یاد نہیں کرتا جو کل قیامت کو تجھے سب کے رو برو کرنے والی ہے؟ کیا تو صحت و سلامتی کے بعد ہلاک تو نہیں ہو جائے گا؟''

اَمَا تَذْكُرُ الْقَبْرَ الْوَحِيُشَ وَ لَحْدَهٗ
وَ بِهِ الْجِسْمُ مِنْ بَعْدِ الْعِمَارَةِ يَخْرَبُ

''کیا تو اس وحشت ناک قبر اور اس کی لحد کو یاد نہیں کرے گا جس میں جسم و بدن آباد رہنے اور پھلنے پھولنے کے بعد خراب ہو جائے گا؟''

اَمَا تَذْكُرُ الْيَوْمَ الطَّوِيْلَ وَ هَوْلَهٗ
وَ مِيْزَانُ قِسْطٍ لِلْوَفَاءِ سَيُنْصَبُ

''کیا تو اس طویل ترین دن (روز قیامت) کو اور اس کی ہولناکیوں کو یاد نہیں کرے گا؟ جس دن اعمال کا پورا پورا بدلہ دینے کے لیے میزان عدل لگا دیا جائے گا۔''

تَرُوْحُ وَ تَغْدُوْ فِيْ مُرَاحِكَ لَاهِيًا
وَ سَوْفَ بِاَسْرَاكِ الْمَنِيَّةِ تَنْشَبُ

”تو غافل دل کے ساتھ صبح و شام اپنے مویشیوں کے باڑوں میں آتا جاتا ہے اور اچانک تجھے موت کا تیر آ کر لگ جائے گا۔“

تُعَالِجُ نَزْعَ الرُّوْحِ مِنْ كُلِّ مَفْصِلٍ
فَلَا رَاحِمَ يُنْجِيْ وَ لَا ثَمَّ مَهْرَبُ

”تب تو اپنے ہر ہر جوڑ سے روح کے نکالنے کی تکلیف و درد کو برداشت کرے گا، اس وقت کوئی عزیز رشتہ دار اور غمگسار نجات دلا سکے گا اور نہ کوئی اس وقت جائے فرار ہی ملے گی۔“

وَ غُمِّضَتِ الْعَيْنَانِ بَعْدَ خُرُوْجِهَا
وَ بُسِطَتِ الرِّجْلَانِ وَ الرَّأْسُ يُعْصَبُ

”روح نکلنے کے بعد دونوں آنکھوں کو بند کر دیا جائے گا، دونوں ٹانگوں کو سیدھا پھیلا دیا جائے گا اور سر کو کپڑے سے باندھ دیا جائے گا۔“

وَ قَامُوْا سِرَاعًا فِيْ جَهَازِكَ اَحْضَرُوْا
حَنُوْطًا وَّ اَكْفَانًا وَ لِلْمَاءِ قَرَّبُوْا

”پھر وہ بڑی تیزی سے تیری تجہیز و تکفین کے لیے تیار ہو جائیں گے، وہ حنوط (خوشبو) اور کفن کے کپڑے لائیں گے اور پانی کو قریب لائیں گے۔“

وَ غَاسِلُكَ الْمَحْزُوْنُ تَبْكِيْ عُيُوْنُهٗ
بِدَمْعٍ غَزِيْرٍ وَ اَكُفٌّ يَتَصَبَّبُ

''غموں سے نڈھال تجھے غسل دینے والے کی آنکھیں لگا تار آنسو بہا رہی ہوں گی جبکہ ہاتھ پانی ڈال رہے ہوں گے۔''

وَ كُلُّ حَبِيْبٍ لُبُّهٗ مُتَحَرِّقٌ
يُحَلِّقُ كَفَّيْهِ عَلَيْكَ وَ يَنْدَبُ

''اور ہر دوست کی عقل تیری جدائی میں سوزش پا رہی ہوگی، اس کے ہاتھ تیرے لیے دعا کے واسطے اٹھ رہے ہوں گے اور وہ تیرے محاسن بیان کر رہا ہوگا۔''

وَ قَدْ نَشَرُوا الْاَكْفَانَ مِنْ بَعْدِ طَيِّهَا
وَ قَدْ بَخَّرُوْا مَنْشُوْرَهُنَّ وَ طَيَّبُوْا

''انھوں نے کفن کی تہوں کو کھول کھول کر پھیلا دینا ہے اور پھر اس پھیلے ہوئے کفن کو دھونی بھی دینی ہے اور خوشبوئیں بھی لگانی ہیں۔''

وَ اَلْقُوْكَ فِيْمَا بَيْنَهُنَّ وَاَدْرَجُوْا
عَلَيْكَ مَكَانِيْ طَيِّهِنَّ وَ عَصَبُوْا

''پھر تجھے ان تہوں میں ڈال دیں گے اور ان تہوں کو تجھ پر لپیٹ دیں گے، اوپر سے پٹیاں باندھ دیں گے۔''

وَ فِيْ حُفْرَةٍ اَلْقُوْكَ حَيْرَانَ مُفْرَدًا
تَضُمُّكَ بَيْدَآءُ مِّنَ الْاَرْضِ سَبْسَبُ

''اور پھر تجھے حیران پریشان اکیلے ہی کو قبر کے ایسے گڑھے میں ڈال دیں گے کہ زمین کا سنسان ماحول تجھے دبوچ لے گا۔''

اِذَا كَانَ هٰذَا حَالُنَا بَعْدَ مَوْتِنَا
فَكَيْفَ يَطِيْبُ الْيَوْمَ اَكْلٌ وَّ مَشْرَبُ

''جب ہمارا موت کے بعد یہ حال ہونا ہے تو آج ہمیں کھانا پینا کس طرح خوشگوار لگ سکتا ہے۔''

وَ كَيْفَ يَطِيْبُ الْعَيْشُ وَ الْقَبْرُ مَسْكَنٌ
بِهٖ ظُلُمَاتٌ غَيْهَبٌ ثُمَّ غَيْهَبُ

''زندگی خوشگوار کس طرح ہو سکتی ہے؟ جبکہ قبر رہنے کی جگہ ہے، جس میں تاریکی پر تاریکی چڑھی ہوئی ہے اور گھپ اندھیرے ہوں گے۔''

وَ هَوْلٌ وَّ دِيْدَانٌ وَّ رَوْعٌ وَّ وَحْشَةٌ
وَ كُلُّ جَدِيْدٍ يَبْلٰى وَ يَذْهَبُ

''ہولناکیاں، کیڑے مکوڑے، ڈر، خوف اور وحشت ناک ماحول ہوگا اور جہاں ہر نئی چیز بوسیدہ اور پرانی ہو کر ختم ہو جائے گی۔''

فَيَا نَفْسُ خَافِي اللّٰهَ وَ ارْجِيْ ثَوَابَهٗ
فَهَادِمُ لَذَّاتِ الْفَتٰى سَوْفَ يَقْرُبُ

''لہٰذا اے جان! تو اللہ سے ڈر جا اور اس کے ثواب کی امید رکھ، کیوں کہ نوجوان کی لذتوں کو توڑنے اور ختم کرنے والی موت مسلسل قریب آ رہی ہے۔''

وَ قُوْلِيْ اِلٰهِيْ اَوْلِنِيْ مِنْكَ رَحْمَةً
وَ عَفْوًا فَاِنَّ اللّٰهَ لِلذَّنْبِ يُذْهِبُ

''اور یوں عرض کر کہ میرے اللہ! مجھے اپنی جناب سے رحمت اور معافی عطا فرما، بلاشبہ اللہ گناہ کو ختم کر دے گا۔''

وَ لَا تَحْرِقَنَّ جِسْمِیُ بِنَارِكَ سَیِّدِیْ
فَجِسْمِیُ ضَعِیْفٌ وَّ الرِّجَا مِنْكَ سَیَقْرُبُ

''اور تو میرے آقا! میرے جسم کو اپنی آگ سے نہ جلانا، کیوں کہ میرا جسم انتہائی کمزور ہے جبکہ تیری رحمت کی امید قریب ترین ہے۔''

فَمَالِیُ اِلَّا اَنْتَ یَا خَالِقَ الْوَرٰی
عَلَیْكَ اتِّکَالِیُ اَنْتَ لِلْخَلْقِ مَهْرَبُ

''اے مخلوق کے پیدا کرنے والے! میرا تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے لہٰذا میرا بھروسا تو فقط تیری ذات پر ہے اور تو ہی مخلوق کے لیے جائے پناہ ہے۔''

وَ صَلِّ اِلٰهِیُ کُلَّ مَا ذَرَّ شَارِقٌ
عَلٰی اَحْمَدَ الْمُخْتَارِ مَا لَاحَ کَوْکَبُ

''اور میرے اللہ! جب تک سورج طلوع ہو رہا ہے اور جب تک ستارے چمک رہے ہیں تو ''احمد مختار'' (ﷺ) پر درود و رحمت کا نزول فرمائے جا۔''